نمبر ۴۹ | ۳۰ جمادی الثانی سنہ ۱۳۵۲ھ | یوم یکشنبہ | مطابق ۲۲ اکتوبر سنہ ۱۹۳۳ء | جلد ۲۱

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

راستباز کی صداقت کا عظیم الشان نشان

(فرمودہ ۲۲ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء)

"راستباز کی صداقت کا بڑا عظیم الشان نشان غیب کی خبریں ہیں۔ اور وہ خبریں ایسی ہوں۔ کہ ان میں ایک قوت اور شوکت پائی جائے۔ نجومی بھی اپنی اٹکل بازی سے پیشگوئی کرتا ہے۔ مگر اس میں وہ قوت اور شوکت نہیں ہوتی۔ انبیاء علیہم السلام کی پیشگوئیاں اپنے اندر ایسی قوت رکھتی ہیں۔ کہ ان سے ایک مقتدر۔ متصرف اور بالارادہ ہستی کا پتہ معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں دشمن کی شکست اور اپنی فتح کی خبر ہوتی ہے۔ اور یہ بات آسان نہیں۔ کہ ایک آدمی محض اپنی اٹکل سے ایسا کر سکے۔ اور انبیاء علیہم السلام کی ایسی خبریں جب وہ دیتے ہیں۔ بظاہر حالات ناممکن نظر آتی ہیں۔ مگر پورا ہونے پر معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ انسانی طاقت سے بالاتر ہیں۔ اور خدا کے مقتدر اور متصرف کی قدرت نمائی ہے"

(الحکم ۱۰۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء)

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ۱۹۔ اکتوبر بوقت تین بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی صحت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب ناظر امور خارجہ ۱۹۔ اکتوبر لاہور تشریف لے گئے۔

یوم التبلیغ کے سلسلہ میں لوکل انجمن کے زیر اہتمام مقامی جماعت نہایت سرگرمی سے تبلیغی تیاریوں میں مصروف ہے۔ مختلف وفود ترتیب دیئے جا رہے ہیں۔ جو مواضعات میں تبلیغ احمدیت کریں گے لٹریچر بھی بکثرت تقسیم ہو رہا ہے۔

تبلیغی رپورٹ

انگلستان میں تبلیغ اسلام

۱۲ ستمبر ۱۹۳۳ء کو میری ایک تقریر ڈارکنگ کی روٹری کلب میں ہوئی۔ چونکہ روٹری کلب کے دستور اساسی کی دفعہ ۷ شق اول یہ ہے۔ کہ "فرقہ وارانہ سیاست اور مذہب کلب کی تمام کارروائیوں میں سے خارج رکھے جائیں گے" اس لئے میں نے روٹری کلبوں میں مذہبی لیکچر دینے کے لئے کبھی کوئی سرکلر وغیرہ بھیجکر اس قسم کی کوشش نہیں کی۔

حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق لیکچر

لیکن ڈارکنگ کی روٹری کلب نے چونکہ مجھ سے خود درخواست کی۔ اور مضمون کا انتخاب بھی مجھ پر ہی چھوڑا تھا۔ اس لئے میں نے اپنی تقریر کا موضوع حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رکھا۔ اور اس میں حضور کے خاندانی حالات۔ آپ کی ریاضت آپ کا دعوے اور آپ کی بعض پیشگوئیاں۔ مثلاً لیکھرام کا قتل۔ ڈوئی کا خاتمہ جنگ عظیم۔ پھر دشمنوں کی مخالفت جس میں مارٹن کلارک وغیرہ کے مقدمات۔ جماعت کی تکالیف اور شہیدانِ کابل کا خاص طور پر ذکر کیا۔ اور یہ واضح کرکے بتایا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے معین الفاظ میں الہامات ہوتے تھے۔ اور ایک دو انگریزی الہامات بطور نمونہ سنائے۔ اور آخر میں جماعت کی ترقی بتا کر کہا۔ کہ لوگ عام طور پر مسٹر گاندھی کو ہندوستان کا ایک نمونہ خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں ان کی کوئی حقیقت نہیں۔ اور نہ صرف ہندوستان۔ بلکہ تمام دنیا کے لئے آپ کی ذاتِ مبارک ایک نمونہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فوٹو بھی سب کو دکھایا۔

روٹری کلب کی طرف سے شکریہ

سب نے نہایت توجہ اور دلچسپی کے ساتھ میری باتوں کو سنا عام طور پر روٹری کا قاعدہ ہے۔ کہ پندرہ بیس منٹ سے زیادہ وقت تقریر کے لئے نہیں دیتے۔ لیکن میں تقریباً آدھ گھنٹہ بولتا رہا۔ اس کے بعد کلب کے دستور کے مطابق ایک شخص نے سب کی طرف سے تقریر پر اظہار مسرت کیا۔ اور شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ ہم بہت خوش ہوئے ہیں۔ کہ آپ نے پہلی دفعہ یہ حالات سنائے ہیں۔ اور ہمیں اس اہم مضمون پر غور کرنے کے لئے کافی مصالح بہم پہنچا دیا ہے۔

روٹری کلب اور اس کے اغراض

روٹری کلب یہاں کی سینکڑوں کلبوں میں سے ایک ہے اس کا بانی دراصل ایک امریکن P.P. Harris. نامی شکاگو کا وکیل تھا۔ جب اس نے وہاں کام شروع کیا۔ تو اسے بڑے شہروں کی اجنبیت کا شدید احساس ہوا۔ اور اپنے دوستوں سے مشورہ کرکے اس نے اس کلب کی بنیاد ڈالی۔ ان جزائر میں اس کی ۱۹۱۱ء میں ابتدا ہوئی۔ ۱۹۲۱ء میں انگلستان۔ ویلز۔ سکاٹلینڈ آئرلینڈ میں صرف ۴۸ شاخیں تھیں۔ مگر اس وقت کل شاخیں پونے چار سو کے قریب ہیں۔

روٹری کی اغراض کا خلاصہ یہ ہے Service above self ہر ایک پیشہ کا صرف ایک ممبر لیا جاتا ہے۔ اور کوشش کی جاتی ہے۔ کہ مختلف اقسام کے لوگ اس کے ممبر ہوں۔

اس کلب کا اجلاس عموماً ہفتہ میں ایک مرتبہ منعقد ہوتا ہے اور وہ بھی کھانے کے وقت۔ یعنی ایک ہوٹل میں سب لوگ اپنے خرچ پر اکٹھے بیٹھکر کھانا کھاتے ہیں ہر اجلاس کے شروع میں مندرجہ ذیل دعا کھڑے ہو کر پیانو کے ساتھ مانگی جاتی ہے۔

"O Lord & Giver of all good.
We praise Thee for our daily food.
May Rotary friends & Rotary Ways.
Help us to serve Thee all our days.

کھانے کے اختتام پر بادشاہ کا جام صحت پیا جاتا ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ اب سگریٹ وغیرہ پینے کی اجازت ہے۔ اس سے پہلے نہیں۔ پھر تقریر ہوتی ہے۔

بیماری اور صحت

ڈارکنگ سے واپسی پر مجھے سخت تکان ہوگئی۔ دو تین دن پہلے سے بھی مجھے حرارت تھی۔ اس عجیب وسیلڈن پہونچا۔ تو مجھے شدت سردی محسوس ہوئی۔ اور جب میں ایک دوکان میں چائے کی پیالی پینے گیا۔ تو وہاں بے ہوش ہوگیا۔ تھوڑی دیر بعد ہوش آیا۔ تو مکان پر پہونچا۔ ۱۰۴ درجہ کا بخار ہوگیا۔ ہفتہ بھر حرارت ہوتی رہی۔ اب خدا کے فضل سے آرام ہے۔ بیماری کے ایام میں بلال نٹل۔ مبارک احمد فیولنگ۔ ویرا جنکس۔ مسز ڈیوی۔ ڈاکٹر سلیمان آف ساؤتھ افریقہ عبدالعزیز اور مولوی محمد یار صاحب بہت خدمت کرتے رہے۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

ایک اخبار کی رائے

میری تقریر کا خلاصہ ڈارکنگ کے اخبار میں شائع ہوا ہے جس میں لکھا ہے۔ کہ

"His address was surprising because of the perfect command of the English language which it showed. His subject was the life. Character & work of a great missionary of Islam......"

ستمبر کے پہلے ہفتہ میں میر عبدالسلام صاحب بی۔ اے نے ڈربی دہریوں کے ساتھ ایک کامیاب مناظرہ کیا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کی آمد

عزیز مکرم مرزا مظفر احمد صاحب بی۔ اے خلف الرشید حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے نے ۱۵ ستمبر کو مارسیلز پہنچکر اپنی آمد کے متعلق مجھے تار دیا۔ میرا ارادہ خود فوکسٹن جا کر ان کا خیر مقدم کرنے کا تھا۔ مگر افسوس بیماری کی وجہ سے نہ جا سکا عبدالعزیز کو فوکسٹن بھیج دیا۔ جو ان کے ساتھ ۱۶ ستمبر بعد دوپہر وکٹوریہ پہونچ گیا۔ جہاں مولوی محمد یار صاحب عارف اور مسٹر کوئن نے ان کا استقبال کیا۔ باوجود پوری کوشش کے میں سٹیشن پر نہ پہنچ سکا۔ بلکہ طبیعت خراب ہو جانے کی وجہ سے ڈاکٹر سلیمان بھی نہ جا سکے۔

خیر مقدم

اتوار کے روز تمام نومسلموں کی طرف سے ڈاکٹر سلیمان اور مسٹر کوئن نے عزیز مکرم کا خیر مقدم کیا۔ اور کہا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کا ایک درخشندہ گوہر ہمارے پاس آیا ہے۔ ہم فقط اسی خوش ہوں۔ تھوڑا ہے۔ ان کے جواب میں عزیزم مرزا مظفر احمد صاحب نے انگریزی میں مختصر تقریر کی۔ جو موقعہ کے لحاظ سے نہایت موزون تھی۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ وہ عزیز موصوف کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار عبدالرحیم درد (ایم اے) امام مسجد احمدیہ لنڈن

قابل توجہ سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس لدھیانہ

ایک احمدی کانسٹبل کو ڈاکوؤں نے قتل کر دیا

اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ کہ ۵-۶ مسلح ڈاکوؤں نے ۱۴ اکتوبر کو دوپہر کے وقت تحصیل جگراؤں ضلع لدھیانہ کے ایک گاؤں مانونکہ میں داخل ہو کر بعض مخبروں کی تلاش کی۔ تاکہ انہیں قتل کر دیں۔ انہوں نے گاؤں والوں کو اپنے ارادہ سے مطلع کر دیا۔ اور کہدیا۔ کہ ہم صرف ان سے بدلا لینا چاہتے ہیں۔ کوئی آدمی ہمارے رستہ میں حائل نہ ہو۔ ورنہ نقصان اٹھائے گا۔ اسی دوران میں باہر کھیتوں میں گولی چلنے کی آواز آئی۔ جو ایک سکھ صوبیدار نے ہرن پر چلائی تھی۔ ڈاکوؤں نے یہ خیال کرکے کہ ہمیں گھیر نہ لیا جائے۔ اس طرف کا رخ کیا۔ اور صوبیدار کو سخت زخمی کرکے گرا دیا۔ اور خود فصلوں میں چھپ گئے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد ایک کنسٹبل جو اپنی ڈیوٹی پر جا رہا تھا۔ انہوں نے گولی چلائی۔ اور بڑی بے رحمی کے ساتھ اس کی لاش کے ٹکڑے کر دیئے۔

ہمیں اطلاع موصول ہوئی ہے۔ وہ کنسٹبل احمدی تھا۔ اور سرکاری ڈیوٹی پر جا رہا تھا۔ کہ ڈاکوؤں نے اچانک حملہ کرکے اسے ہلاک کر دیا۔ مرحوم اپنے پیچھے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الفضل

نمبر ۴۹	قادیان دارالامان مورخہ ۳۰ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ	جلد ۲۱

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ——— نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَالنَّاصِرُ

ندائے ایمان

نمبر ۴

دوست نما دشمن

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے یوم التبلیغ مورخہ ۲۲ ر اکتوبر کیلئے تحریر فرمایا

اسلام کے اندرونی دشمن

اسلام کے بیرونی دُشمن ہی کم نہیں۔ لیکن افسوس کہ اس کے اندرونی دُشمن بھی بہُت سے پیدا ہو گئے ہیں۔ وُہ لوگ جو مسلمان کہلاتے ہیں۔ دُشمنانِ اسلام کی پیٹھ ٹھونک رہے ہیں۔ اور اپنوں کو غفلت کی نیند سُلانے کے درپے رہتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ آخری زمانہ میں امت محمدیہ میں بگاڑ پیدا ہو جائے گا۔ اور لوگ رسماً مسلمان رہ جائیں گے[1]۔ اسلام اور قرآن کریم کے آثار مٹ جائیں گے۔ اور قرآن کریم کے صرف لفظ باقی رہ جائیں گے اس وقت اللہ تعالےٰ آپ کی رُوحانی ذریت میں سے ایک شخص کو کھڑا کرے گا۔ جو اسلام کی عظمت کو از سرِ نو قائم کرے گا۔ اور ایمان[2] اور قرآن کو دوبارہ واپس لاکر تجدید دین کی بنیاد رکھے گا۔ اس وقت علماء دُنیا میں سب سے بدترین مخلوق ہونگے۔ اور سب سے زیادہ روحانیت سے محروم۔ اسلام جب شروع ہوا۔ اس[3] وقت بھی اس کی مسافرانہ حیثیت تھی۔ کہ نہ اس کا کوئی مکان تھا۔ نہ گھر۔ نہ وطن نہ ملک۔ اور آخری زمانہ میں بھی اس کا یہی حال ہو گا۔ کہ وُہ بے وطن اور بے دیار ہو جائے گا اور مسافرانہ حیثیت سے ادھر اُدھر پھرے گا۔ کوئی اُسے اپنے گھر رکھنے پر تیار نہ ہو گا۔ ان حدیثوں سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ایک زمانہ مسلمانوں پر ایسا آنے والا ہے۔ کہ ان کے ظاہر تو مسلمانوں والے ہونگے اور باطن کافروں والے۔ ان کی زبانیں اسلام کی مقر ہونگی لیکن اندرونے اسلام قرآن کو دھکے دے رہے ہونگے۔ ان کے علماء ان کو اسلام کی طرف واپس لانے کی جگہ خود اسلام کو عملاً چھوڑ رہے ہونگے۔ اور دنیا کے پردہ پر بدترین مخلوق ہونگے ؞

مسلمانوں کو تباہی سے بچانے والا

ظاہر ہے۔ کہ ایسے وقت میں علماء سے اس قسم کی امید رکھنی کہ وُہ صداقت اور حق کی تائید کریں گے خلافِ عقل ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو تباہی سے بچانے کے لئے اہل فارس میں سے ایک شخص کو اس وقت کھڑا کرے گا۔ جو لوگوں کو اسلام کی طرف واپس لائیگا اور ایمان کو قائم کرے گا ؞

سب سے بڑا فتنہ

یہ بھی احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اسلام کے مستقبل میں سب سے بڑا فتنہ مسیحیت کا فتنہ ہے۔ حتے کہ احادیث میں بتایا گیا ہے۔ کہ مسیحی لوگ اپنی طاقت اور قوت سے سب دُنیا پر چھا جائیں گے۔ بلکہ اس فتنہ کا ذکر خود قرآن کریم میں موجود ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ وَھُم مِن کُلِّ حَدَبٍ یَنْسِلُوْن۔ یعنی یاجوج ماجوج سب بلند و بالا مقاموں سے اتر کر دُنیا پر چھا جائیں گے۔ اور یاجوج ماجوج کے متعلق بائیبل سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسیحی لوگ ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ یاجوج سے مراد روس[4]۔ اور ماجوج سے مراد ایک زبردست طاقت ہے۔ جو امن سے جزیروں میں بیٹھ کر حکومت کرتی ہے۔ یعنی حکومت برطانیہ اور ان دونوں ملکوں کا شاہی مذہب مسیحیت ہے۔ پس یہ امر بالبداہت ظاہر ہے۔ کہ مسلمانوں کی جو خراب حالت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے۔ وُہ اسی فتنہ یعنی مسیحیت کی ترقی کے زمانہ میں ہی ہونی تھی۔ اور چونکہ مسیحی فتنہ ظاہر ہو چکا ہے۔ بلکہ اب تو اس میں کمزوری کے آثار پیدا ہونے لگ گئے ہیں۔ جیسا کہ رُوس کی حالت سے ظاہر ہوتا ہے۔ تو یہ امر ناممکن ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ کے مطابق مسلمانوں میں خرابی پیدا نہ ہو چکی ہو ؞

مسلمانوں کو غلط مشورہ دینے والے

وُہ لوگ جو دین اسلام کے دُشمن ہیں۔ اور اس کی سچائی دیکھنا نہیں چاہتے۔ اس صداقت کو چھپانا چاہتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو تسلی دے رہے ہیں۔ کہ تمہاری حالت بالکل ٹھیک ہے۔ تم نمازیں پڑھتے ہو۔ روزے رکھتے ہو۔ حج کرتے ہو۔ پس تمہاری حالت بالکل درست ہے۔ اور اگر کوئی خرابی ہو۔ تو تمہارے علماء تمہاری اصلاح کے لئے کافی ہیں۔ حالانکہ اس سے زیادہ کوئی ظلم نہیں ہو سکتا۔ کہ ایک بیمار کو اس کی بیماری سے ناواقف رکھا جائے۔ یا یہ کہ علاج کا کام دُشمنِ جان کے سپُرد کیا جائے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تو فرماتے ہیں۔ کہ مسیحیت کی ترقی کے وقت مسلمانوں کی حالت خراب ہو گی۔ اور ان میں صرف ظاہری اسلام باقی رہ جائے گا۔ لیکن مسلمانوں کے لیڈر کہلانے والے کہتے ہیں کہ نہیں نہیں اطمینان سے بیٹھے رہو۔ تم میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تو فرماتے ہیں۔ اسوقت مسلمانوں کے علماء دُنیا میں سب سے بدترین مخلوق ہونگے۔ لیکن یہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ اوّل تو مسلمانوں میں کوئی نقص نہیں۔ اور اگر ہے۔ تو اس کا علاج یہ علماء کر لیں گے۔ گویا اوّل تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشخیص مرض کو جھٹلایا جاتا ہے۔ اور پھر فرض کر کے کہ مرض ہے۔ یہ مشورہ دیا جاتا ہے۔ کہ جسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دشمنِ جان قرار دیا ہے۔ اسی سے علاج کراؤ۔ اور جو تھوڑا بہت دین یا ایمان باقی ہے۔ اُسے بھی برباد کرا لو ؞

سب سے بڑا خیر خواہ

اے بھائیو۔ خوب سمجھ لو۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ

---

[1] یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہٗ ولا یبقی من القراٰن الا رسمہٗ مساجدھم عامرۃ وھی خراب من الھدیٰ علماءھم شر من تحت ادیم السماء (مشکوٰۃ کتاب العلم)

[2] وضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدہٗ علی سلمان ثم قال لو کان الایمان بالثریا لنالہٗ رجال او رجل من ھؤلاءِ (بخاری کتاب التفسیر زیر آیت واخرین منھم لما یلحقوا بھم سورۃ الجمعہ) اور ترمذی ہے۔ لو کان الدین عند الثریا لتناولہٗ رجال من الفرس سلمانؓ کو جو فارسی الاصل تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان منا اھل البیت فرما کر اپنے اہل میں ہی شمار فرمایا ہے ؞

[3] ان الدین بدء غریبًا وسیعود غریبًا۔ (مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ بحوالہ الترمذی)

[4] حزقیل باب ۳۸۔ آیت ۲۔ و حزقیل باب ۳۹۔ آیت ۶ ؞

کوئی آپ لوگوں کا خیر خواہ نہیں ہو سکتا۔ وُہ تو ہم سب کے روحانی باپ ہیں۔ اور اس وجہ سے جسمانی ماں باپ سے بہت زیادہ خیر خواہ۔ کونسا باپ ہے۔ جو اپنے بچہ کی بدگوئی کرے گا۔ اور جب وُہ نہایت نیک ہے۔ اُسے بد قرار دیگا۔ اور جب وُہ تندرست ہے۔ اُسے بیمار قرار دیگا سوائے اُس باپ کے جو کسی وجہ سے اپنے بچہ کا دشمن ہو گیا ہو۔ یا جو فاترالعقل ہو۔ مگر کیا آپ میں سے کوئی یہ سمجھ سکتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا باپ ایسی غلطی کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ یقیناً اگر مسلمانوں پر ایسا زمانہ نہیں آنے والا تھا۔ تو آپ کبھی ایسے فقرے نہ کہتے۔ کہ ان کے اندر صرف رسماً اسلام رہ جائے گا۔

رسولِ کریمؐ اور علمارِ امت

اسی طرح یہ بھی ظاہر ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جو علمار کی عزت قائم کرنے میں سب سے بڑھ کر تھے۔ اور جنہوں نے عُلماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل فرما کر علماء اسلام کو وُہ عزت بخشی ہے جو کبھی کسی نبی نے اپنی امت کو نہیں بخشی۔ وُہ بلاوجہ ہرگز یہ نہ کہہ سکتے تھے۔ کہ اس زمانہ میں مسلمانوں کے علمار آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہونگے۔ یقیناً آپکو اللہ تعالے نے اس زمانہ کے علمار کی بہت ہی بُری حالت دکھائی ہوگی۔ تبھی آپ نے ایسا فرمایا۔ ورنہ آپ کے رحم سے یہ امید کی جاتی ہے۔ کہ تھوڑی بہت خرابی کا تو آپؐ ذکر بھی نہ کرتے۔ اور اپنی حلم کی عادت اور پردہ پوشی کی خصلت سے کام لیکر معمولی سے نقص پر پردہ ہی ڈالتے۔ تا علمار کی بدنامی نہ ہو لیکن جب آپؐ نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ علمار کی حالت کو نہایت سخت الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ تو صاف ظاہر ہے۔ کہ آپ نے یہ کام اُمت کی ہمدردی سے مجبور ہو کر کیا ہے۔ اور اس خوف سے کیا ہے۔ تا مسلمان ایسی گھبراہٹ کے وقت میں اُن سے اپنا علاج کرا کے اپنے آپ کو تباہ اور برباد نہ کرلیں۔ اور رہی سہی روحانیت سے بھی انہیں ہاتھ نہ دھونے پڑیں۔

دوست نما دشمنوں سے بچو

پس اے بھائیو۔ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کو یاد رکھو۔ کہ آپؐ سے بڑھ کر آپ لوگوں کا کوئی خیر خواہ نہیں ہو سکتا۔ اور ان دوست نما دشمنوں سے بچو۔ جو تم کو بیمار دیکھ کر علاج کا مشورہ دینے کی بجائے اُلٹا غافل کرنا چاہتے ہیں۔ اور آپ سے بھی دُشمنی کرتے ہیں۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی تکذیب کرتے ہیں۔ مسلمانوں کی خراب حالت اظہر من الشمس ہے ان کی حکومتیں جاتی رہیں۔ ان کی تجارتیں برباد ہو گئیں۔ انکے دلوں سے علم اُٹھ گیا ہے۔ تقوٰے مٹ گیا ہے۔ ان کے قلوب سے خدا تعالےٰ کی یاد جاتی رہی ہے۔ رسول کریمؐ کی اتباع کا جوش سرد ہو گیا ہے۔ ہمدردیٔ عام کا خیال جاتا رہا ہے۔ قربانی اور ایثار کی رُوح مردہ ہو گئی ہے۔ غرض بقول اصدق الناس صرف رسم اسلام باقی رہ گئی ہے۔ روحِ اسلام مٹ چکی ہے۔

بعثتِ مسیح موعودؑ

ایسے وقت میں اللہ تعالےٰ اگر مسلمانوں کی خبر نہ لیتا۔ اور حسب وعدہ فارسی الاصل انسان کو یعنی حضرت مرزا غلام احمدؐ صاحب بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کو مبعوث نہ فرماتا۔ تو یقیناً اس پر وعدہ خلافی کا الزام آتا۔ مگر اللہ تعالےٰ سے زیادہ وعدوں کا پورا کرنے والا کون ہو سکتا ہے۔ اس نے وقت پر اپنا وعدہ پورا کر دیا۔ اور مرض کے پیدا ہوتے ہی طبیب بھی بھیج دیا۔ اب یہ آپ لوگوں کا کام ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے تجویز کردہ اور اللہ تعالےٰ کے بھیجے ہوئے طبیب سے علاج کرائیں۔ اور اس کی اتباع میں داخل ہو کر اسلام کی شوکت بڑھائیں۔ یا ان لوگوں سے علاج کرائیں۔ کہ جن کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمان کے نیچے سب سے بدتر وجود قرار دیا ہے اور آپ لوگوں کے ایمان کا دشمن۔ مگر یہ یاد رکھیں۔ کہ دوست سے بھاگ کر دشمن کی پناہ میں جانے والا کبھی فلاح نہیں پاتا۔ اور اللہ تعالیٰ کے تجویز کردہ نسخہ کو رد کر کے بندوں کے ٹوٹکوں پر نگاہ رکھنے والا کبھی صحت کا منہ نہیں دیکھتا۔

احمدیت کو قبول کرو

وقت نازک ہے۔ اور مصیبت بہت بڑی۔ پس اللہ تعالےٰ کی نعمت کی قدر کرو۔ اور اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہ اُس نے عین مرض کے وقت طبیب رُوحانی بھیج دیا ہے۔ اس کے مامور حضرت مرزا غلام احمدؐ صاحب کے دعووں پر ایمان لاتے ہوئے احمدیت کو قبول کرو تا کہ یہ مصیبت کے دن ٹل جائیں۔ اور اسلام ایک دفعہ پھر فتح وکامرانی کے دن دیکھے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا باغ خشک ہو رہا ہے۔ اگر وفادار ہو۔ تو دیر نہ لگاؤ۔ اٹھو۔ اور اپنے خونوں سے اس باغ کے درخت کو سیراب کرو۔ آسمانی باغ کنوؤں کے پانیوں سے نہیں بلکہ مومنوں کے خون سے سینچے جاتے ہیں۔ اس دن کا انتظار نہ کرو۔ کہ خدا تعالےٰ کے فرشتے تم کو غداروں کی فہرست میں شامل کر کے ابدی موت کے گھاٹ اتار دیں۔ بلکہ آگے بڑھ کر خود اپنے لئے قربانی کی موت قبول کرو تاکہ ابدی زندگی پاؤ۔ اللہ تعالےٰ آپ کے ساتھ ہو۔ واخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العلمین

مُسلمانوں کو رُوحانی مُصلح کی ضرورت

مُسلمانوں اور اُن کے عُلمار کی عبرتناک حالت

اس وقت مسلمانانِ عالم کی حالت ہر لحاظ سے ایک مصلح اعظم کی ضرورت پیش کر رہی۔ اور پکار پکار کر اس کا مطالبہ کر رہی ہے۔ مذہبی لحاظ سے مُسلمانوں میں ہر قسم کی خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں۔ اور ان کے مذہبی راہ نماؤں کی حالت ان سے بھی زیادہ بدتر نظر آ رہی ہے۔ دُنیوی لحاظ سے بھی ہر قسم کی نکبت اور ادبار کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ یہ سب باتیں ایسی ہیں۔ جن کا کوئی ہوشمند اور دیدہ ور انسان انکار نہیں کر سکتا۔ لیکن نہایت ہی حیرت اور تعجب کا مقام ہے۔ کہ جب مسلمانوں کو ان کی اصلاح کی طرف توجہ دلائی جائے۔ اور اُس مُدعی کی طرف جس انسان نے خدا تعالےٰ کی طرف سے بطور مصلح اعظم مبعوث ہونے کا دعوٰے کیا ہے۔ اس کے دعوٰے پر غور کرنے کی تحریک کی جائے۔ تو کہدیا جاتا ہے۔ کہ مسلمانوں کو کسی مصلح کی ضرورت نہیں۔ اور ان کے علمار ان کی دینی و دُنیوی راہنمائی کے لئے اور ان کے نقائص کی اصلاح کرنے کے لئے کافی ہیں۔

اس سراسر غلط بہانہ کی تردید میں ہم صرف چند ایک اخبارات کے تازہ پرچوں سے اقتباسات پیش کر کے بتانا چاہتے ہیں۔ کہ مُسلمان خود اپنی اور اپنے علماء کی حالت کے متعلق کیا خیال رکھتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کی طرف سے مبعوث ہونے والے مصلح کی آمد کے کس قدر محتاج ہیں۔

(۱)

مردم شماری کی مکمل رپورٹ جو حال ہی میں شائع ہوئی ہے۔ اس کے ایک حصہ کا ترجمہ شیعہ اخبار "سرفراز" (۱۳۔ اکتوبر) شائع کرتا ہُوا لکھتا ہے:۔

"ڈاکٹر ہٹن نے ہندوستان کی مردم شماری کی رپورٹ میں اس دِقت کا اظہار کیا ہے۔ جو بعض اوقات ایک جماعت کے متعلق یہ طے کرنے میں محسوس ہوئی ہے۔ کہ آیا وُہ جماعت ہندو ہے یا مسلمان۔ انہوں نے پنجاب کے ایک فرقہ چھت رامی کو مثال کے طور پر پیش کیا ہے جو کہ پیدا کرنے والے اللہ۔ حفاظت کرنے والے پرمیشور اور برباد کرنے والے خدا کی پرستش کرتے ہیں گجرات کے سُتپنتھی رمضان مناتے ہیں۔ کلمہ پڑھتے ہیں۔ اور اپنے مُردے کو ہندو اور مسلمان دونوں ہی کی دعائیں پڑھ کر دفن کرتے ہیں۔ ان کی شادیاں برہمن انجام دیتے ہیں۔ وُہ ہولی اور دیوالی کے تہوار بھی مناتے ہیں مالوا کے نائتا گنیش۔ اور اللہ دونوں کی پرستش کرتے ہیں۔ ہندوؤں کے نام اور لباس استعمال کرتے ہیں۔ اور ہندو تہوار مناتے ہیں مدورا۔ اور تنجور میں ہندوؤں کے ایسے مندر موجود ہیں۔ جن کے متولی نسلاً بعد نسلٍ مسلمان ہوتے ہیں۔"

گویا مُسلمان اور غیر مسلمان میں ظاہری لحاظ سے بھی کوئی امتیاز نہیں رہا۔

(بقیہ ملاحظہ ہو صفحہ ۱۰ پر)

احمدیت کے خلاف "سیاست" کا سلسلہ مضامین

(۱۱)

سید حبیب صاحب کی ساتویں و آٹھویں دلیل کی حقیقت

ساتویں دلیل کا مفہوم

سید صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نعوذ باللہ جھوٹے ہونے کی ساتویں دلیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"شائد تاریخ عالم میں مرزا صاحب کے سوا اور کوئی ایسی مثال موجود نہیں۔ جس میں کسی نبی پر ایمان لانے والوں میں اپنے نبی کے دعوئے نبوت کے متعلق اختلاف ہوا ہو۔ مرزا صاحب وہ واحد مدعی نبوت ہیں۔ جن کے ادعائے نبوت کے متعلق خود ان کے معتقدین میں اختلاف ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب کے مریدوں کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ کا نام احمدی جماعت لاہور ہے۔ اور دوسرا گروہ قادیانی کہلا رہا ہے۔ - - - - - - - - - -

- - - میں ان دو جماعتوں کے اختلاف کی وجہ سے یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہوں۔ کہ مرزا صاحب متضاد باتیں فرما گئے۔ لہٰذا ان کی تحریک پر ایمان لانا خارج از بحث۔ پر ان کے تضاد پر انشاء اللہ جداگانہ بحث بھی ہو گی" ۔

سید صاحب کے اس سراسر غلط گمان کی بنیاد یا تو ناواقفیت پر ہو سکتی ہے۔ یا عدم توجہ پر۔ پہلی وجہ ممکن نہیں۔ کیونکہ سید صاحب کے متعلق یہ خیال نہیں کیا جا سکتا۔ کہ انہیں مذاہب کی تاریخ سے اس قدر بھی علم نہ ہو۔ کہ دنیا میں ایسے مذاہب موجود ہیں۔ جن کے بانیان کے دعاوی کے متعلق ان کے معتقدین میں اختلاف ہوا ۔

حضرت مسیحؑ کے دعوٰی کے متعلق اختلاف

دور جانے کی ضرورت نہیں۔ عیسائیت ہی کو دیکھ لیا جائے جس کے بانی کے دعوے کے متعلق ان کے معتقدین کا اختلاف مشہور عالم ہے۔ یونیٹیرین فرقہ حضرت مسیح علیہ السلام کو مسلمانوں کی طرح محض بشر رسول کی حیثیت دیتا ہے لیکن پروٹسٹنٹ وغیرہ دیگر فرقے ان کو خدائی کا درجہ دیتے ہیں۔ اور یہ کوئی چھپی ہوئی بات نہیں بلکہ ایک ایسا واضح تاریخی واقعہ ہے۔ جسے ہر شخص جو مذاہب عالم سے ذرا بھی واقفیت رکھتا ہو۔ بخوبی جانتا ہے۔ لہٰذا سید صاحب کے متعلق حسن ظن کی بناء پر میری رائے یہی ہے۔ کہ چونکہ آپ کی طبیعت کا رجحان ان مضامین کے لکھنے کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف دلائل تلاش کرنے کی طرف تھا۔ اس لئے آپ اپنے طبعی میلان کے ماتحت اسی رو میں بہ گئے۔ اور اصل حقائق کی طرف توجہ نہ دے سکے۔ بلکہ جوش میں ان سے بالکل ہی انکار کر دیا ورنہ یہ کس طرح تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ کہ ایسا شخص جسے وقت کی ایک نہایت اہم مذہبی تحریک کے خلاف "ناقابل تردید دلائل" لکھنے کا دعوے ہو۔ وہ مذاہب کی تاریخ سے اتنا ناواقف ہو۔ کہ اسے واضح تاریخی حقائق کی بھی خبر نہ ہو۔ لہٰذا میرا کام اس موقعہ پر صرف یہی ہے۔ کہ میں سید صاحب کو ان کی اس بے توجہگی سے جو لازمہ بشریت ہے۔ مطلع کر کے یہ عرض کر دوں۔ کہ آپ کا یہ خیال صحیح نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا اور کسی مدعی نبوت کے متعلق اس کے معتقدین کا اختلاف ثابت نہیں۔ لہٰذا اس خیال پر بنیاد رکھتے ہوئے آپ نے جو یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ مدعی نبوت کے معتقدین کا اس کے دعوٰی کے متعلق اختلاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ وہ متضاد باتیں کر کہہ گیا ہے۔ خود بخود آپ کے مسلمات کی رو سے باطل ہے ۔

انبیاء کی خصوصیات

علاوہ ازیں اگر بالفرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے کے متعلق حضور کے متبعین کے اختلاف کی کوئی نظیر پہلے کسی نبی کے متبعین میں نہ بھی مل سکے۔ تو بھی سید صاحب کا یہ اعتراض اصولی طور پر درست نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہر جزئی بات میں نبی سے یہ مطالبہ کرنا۔ کہ پہلے کسی نبی کی اس بارہ میں نظیر پیش کرو۔ عقلاً صحیح نہیں ہو سکتا۔ وجہ یہ کہ ہر نبی پر بعض ایسے حالات گزرتے ہیں۔ جو صرف اس کی ذات ہی سے مخصوص ہوتے ہیں۔ مثلاً اگر کوئی شخص حضرت یوسف علیہ السلام کے اس خواب پر جس میں آپ نے دیکھا۔ کہ چاند سورج اور ستارے آپ کو سجدہ کر رہے ہیں۔ یہ اعتراض کرتا ہوا۔ کہ اس میں آپ نے نعوذ باللہ خدائی کا دعوے کیا ہے۔ پہلے کسی نبی کے حالات سے اس کی نظیر کا مطالبہ کرے۔ یا ایک یہودی حضرت مسیح علیہ السلام کی بن باپ ولادت پر اعتراض کرتا ہوا۔ یہ مطالبہ کرے۔ کہ جس وقت سے خدا تعالےٰ نے یہ قانون دنیا میں جاری کیا ہے۔ کہ انسانی پیدائش بذریعہ نطفہ ہو۔ کیا اسی وقت سے کوئی ایسا نبی آیا ہے۔ جو بغیر باپ کے پیدا ہوا ہو۔ یا اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق یہ مطالبہ کرے۔ کہ کیا کسی نبی نے اس سے پہلے بھی خاتم النبیین یا تمام انبیاء کا سردار ہونے کا دعوے کیا ہے؟ یا یہ مطالبہ کرے۔ کہ کیا حضور علیہ السلام سے پہلے بھی کسی نبی نے اپنے مونہہ بولے بیٹے کی مطلقہ بیوی سے نکاح کیا ہے۔ یا یہ مطالبہ کرے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ میں نے اپنے رب کو خوبصورت اور بے ریش جوان کی شکل میں دیکھا ہے۔ کیا آپ سے پہلے بھی کسی نبی نے ایسا کہا ہے۔ یا اس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور دیگر انبیاء کی بعض دوسری خصوصیات کے متعلق نظیر کا مطالبہ کرے۔ تو یقیناً اس کا مطالبہ جائز نہ ہو گا ۔

سابقہ نظیر کا مطالبہ درست نہیں

اگر ہم کسی خاص امر میں نظیر کے مطالبہ کو پورا بھی کر دیں۔ تو بھی یہ سوال قابل غور رہ جاتا ہے۔ کہ اگر اس پہلے نبی سے جس کو ہم نے بطور نظیر پیش کیا ہے۔ اس کے زمانہ کے مخالفین نظیر کا مطالبہ کرتے تو وہ کیا جواب دیتا۔ اور اس طریق پر اگر چند مدارج تک نظیر مل بھی جائے۔ تب بھی ایک مقام ضرور ایسا تسلیم کرنا پڑے گا۔ جس پر نظیر کا سلسلہ ختم ہو جائے ۔

پس ایسی صورت میں نظیر کی موجودگی انبیاء کی صداقت کا معیار کیونکر قرار دی جا سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ قرآن مجید نے نظیر کو انبیاء کی صداقت کے لئے بطور اصل اور معیار پیش نہیں کیا۔ بلکہ جہاں کہیں نظیر کو پیش کیا ہے۔ کسی اصل کی تائید میں بطور الزام خصم پیش کیا ہے۔ پس ہر جزئی بات میں نبی کی صداقت کو سابقہ نظیر پر موقوف قرار دینا صحیح نہیں ۔

آٹھویں دلیل کا مفہوم

سید صاحب آٹھویں دلیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"مرزا صاحب کی تحریک کے خلاف میری آٹھویں دلیل یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب مدعی نبوت ہیں۔ اور خدائے اسلام نے نبوت کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ اس لئے کہ اس نے پیغمبر آخر الزمان صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایک کامل دین دیا۔ اور اس دین کو ایک کتاب میں منضبط کر کے فرما دیا۔ کہ ہم نے اسے (قرآن کو) نازل کیا۔ اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ حضور امی لقب کے بعد اگر کوئی نبی آئے تو کیوں؟ اس کے جواب میں یہی کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ نبی آئے گا (۱) اسلام کی تنسیخ کے لئے (۲) اسلام کی تردید کے لئے (۳) اسلام کی تکمیل کے لئے (۴) اسلام کی تشریح کے لئے (۵) اسلام کی تفسیر کے لئے (۶) اسلام کی تصحیح کے لئے۔ میں ادب سے عرض کروں گا۔ کہ اسلام کی تردید تنسیخ اور تکمیل تو خارج از امکان ہے۔ اور نہ مرزا صاحب کا دعوٰی ہی یہ ہے۔ کہ وہ ان اغراض سے آئے۔ لہٰذا ان پر بحث کرنا فضول ہے۔ قرآن اور اسلام مرادف ہیں۔ لہٰذا اسلام یا قرآن کی

تشریح اور تغیر کرنے والوں کو اگر پیغبر مان لیا جائے۔ تو شائد ایسے پیغبروں کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہو چکی ہے۔ اور ابھی کروڑوں مفسر اور شارح انشاء اللہ تعالےٰ پیدا ہو کر رہیں گے۔ پس ثابت ہوا کہ اسلام کو کسی جدید نبی کی ضرورت ہی نہیں لہٰذا مرزا صاحب کا دعوئے نبوت ایک ایسا دعوے ہے۔ جس کو کوئی سلیم العقل مسلمان تسلیم نہیں کرسکتا" (قسط ہشتم)

ضرورت نبوت کی چھ شقیں

سید صاحب نے اس دلیل کو بیان کرتے ہوئے اپنی چھٹی دلیل ہی کا تھوڑے سے لفظی تغیر کے ساتھ اعادہ کردیا ہے۔ یعنی یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد چونکہ کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اس لئے مرزا صاحب کا دعوے نبوت قابل قبول نہیں۔ مگر میں اپنے مضمون کی گزشتہ قسط میں سید صاحب کے اس خیال کو تعلیم اسلام کی رو سے غلط ثابت کرچکا ہوں۔ ہاں اس دلیل کے بیان کرنے میں سید صاحب نے ایک جدت ضرور کی ہے۔ لہٰذا اس کے متعلق کچھ عرض کرنا ضروری ہے۔ آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کی ضرورت کو چھ شقوں میں تقسیم کیا ہے۔ مگر یہ معلوم نہیں ہوسکا۔ کہ آپ نے کس قرآنی آیت یا حدیث سے یہ استنباط کیا ہے۔ اگر کہا جائے۔ کہ سید صاحب نے محض اپنی عقل سے یہ استدلال کیا ہے۔ تو سوال یہ ہے۔ کہ اس تحدید وتعیین کی عقلی وجہ کیا ہے۔ عقلاً تو نبوت کی اور بھی بہت سی اغراض ہوسکتی ہیں مثلاً دین کی تجدید۔ مسلمانوں کی اندرونی اصلاح۔ مخالفین اسلام کے حملوں کا جواب اور دنیا کے روحانی مفاسد کی اصلاح وغیرہ بہت سی شقیں نکل سکتی ہیں۔ جن کا استنباط قرآن مجید کی آیات اور بعض احادیث سے ہوسکتا ہے۔ پھر ان کو چھ تک محدود اور منحصر کرنا کس دلیل کے ماتحت ہے؟

حق برزبان جاری

دوسری بات قابل غور یہ ہے۔ کہ ضرورت نبوت کی چھ شقوں میں سے اول الذکر تین کی سید صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات سے اس بنا پر نفی کی ہے۔ کہ حضور نے ان اغراض کے ماتحت اپنی بعثت کا دعوے نہیں کیا۔ اور سب سے آخری شق کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات سے نفیاً یا اثباتاً تعلق ظاہر کرنا آپ بالکل بھول گئے۔

سید صاحب نے اپنے مضمون کی قسط سی ویکم اور سی ودوم میں اپنا سارا زور یہ بات ثابت کرنے میں صرف کردیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعض اسلامی احکام مثلاً جہاد کو منسوخ کیا ہے۔ مگر یہاں آپ کی زبان پر حق جاری ہوگیا۔ اور آپ نے خود یہ تسلیم کرلیا ہے۔ کہ حضور نے اسلام کی تنسیخ کا دعوےٰ نہ کیا تھا۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

کیا سید صاحب بتلا سکتے ہیں۔ کہ آپ کی تحریرات میں اس تضاد کا کیا باعث ہے؟

ضرورت نبوت

اس سوال کا جواب کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کی کیا ضرورت ہے۔ میرے مضمون کی قسط دہم میں اجمالاً ذکر آچکا ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے۔ کہ یہ سوال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نہیں۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑتا ہے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام نے اپنے بعد مسیح موعود نبی اللہ کی آمد کی پیشگوئی فرما کر نبی کی ضرورت کو تسلیم کیا ہے۔ اب سید صاحب یا کسی اور شخص کو کیا حق ہے۔ کہ وہ کہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی کی ضرورت نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس واضح ارشاد کے ہوتے ہوئے یہ کہتے چلے جانا کہ نبی کی ضرورت نہیں۔ یہ حضور کے فرمان کی صریح مخالفت ہے جو ایک مسلمان اور مومن کی شان کے شایاں نہیں۔ یہ تو اپنی خواہشات اور خیالات کی پیروی ہے۔ خدا اور اس کے رسول کی اطاعت اس کا نام نہیں۔ پس اس امر پر غور کرو۔ اور سوچو۔ کہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں۔ تو مسیح موعودؑ کے کیوں منتظر ہو۔ اور ان احادیث صحیحہ کو کیا کرو گے۔ جن میں امت محمدیہ کے موعود مسیح کو نبی اللہ کہا گیا ہے۔ یہی ایک نکتہ ہے۔ جس سے ختم نبوت کا مسئلہ بڑی آسانی سے حل ہوسکتا ہے۔ یہ علیحدہ سوال ہے۔ کہ وہ مسیح موعودؑ کون ہے۔ اور کہاں سے آئے گا۔ آیا ہمارے خیال کے مطابق بروئے ارشاد نبویؐ اِمامکم منکم امت محمدیہ میں سے پیدا ہوگا۔ یا ہمارے غیر احمدی دوستوں کے زعم باطل کے بموجب اسرائیلی مسیح آئے گا۔ مگر یہ تو بہر حال مسلم ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی آئے گا۔ اور اس کی ضرورت ہے۔

بعض لوگ اپنی کوتاہ فہمی سے یہی رٹ لگائے چلے جاتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی کیسے اور کیونکر آسکتا ہے۔ مگر وہ یہ نہیں سوچتے۔ کہ نبی بنانا ان کا کام نہیں۔ یہ تو خدا کا کام ہے۔ جب اس نے اپنے نبیٔ صادق صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ یہ خبر دی۔ کہ نبوت کی ضرورت ہے۔ اور نبی آسکتا ہے تو اسے غیر ممکن خیال کرنا کسی ایسے شخص ہی کا کام ہوسکتا ہے۔ جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت پر شبہ ہو

نبی کیوں آتا ہے؟

پھر یہ امر بھی قابل غور ہے۔ کہ انبیاء کی بعثت کی ضرورت کیا ہوتی ہے۔ اس کا جواب قرآن مجید کی روشنی میں یہی دیا جاسکتا ہے کہ انبیاء کی بعثت کی اولین غرض اصلاح خلق ہے۔ سارا قرآن مجید اسی تذکرہ سے پُر ہے کہ جب کوئی قوم خراب ہوگئی۔ اور اس میں روحانی نقائص پیدا ہوگئے۔ تو اس کی اصلاح کے لئے خدا تعالےٰ نے نبی بھیجے۔ اب جو لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کی ضرورت کو تسلیم نہیں کرتے۔ وہ بتلائیں۔ کہ دنیا پہلے سے روحانی اور اخلاقی طور پر ترقی کی طرف جارہی ہے یا تنزل کی طرف۔ اگر اس کا جواب یہی ہے۔ اور اس کے سوا اور ہو بھی کیا سکتا ہے۔ کہ دنیا روحانی اور اخلاقی طور پر تنزل اور پستی کی طرف جارہی ہے جس کی وجہ دہریت کی ترقی ہے۔ تو پھر بھی یہ کہنا۔ کہ نبی کی اب ضرورت نہیں۔ انتہائی کور چشمی نہیں۔ تو اور کیا ہے؟ کیا جب ایک طرف دنیا مادیت کے زہریلے اثر کے ماتحت خدا تعالےٰ کے وجود سے بھی انکار کررہی ہو کسی ایسے وجود کی ضرورت نہیں۔ جو دنیا کو خدا تعالےٰ کی طرف لائے۔ ایسا خیال تو وہی شخص کرسکتا ہے۔ جس کے دل میں شمہ بھر بھی خدا تعالےٰ کی ہستی پر ایمان باقی نہ رہ گیا ہو۔ پس یہ خوب یاد رکھو۔ کہ جب تک گمراہی اور ضلالت دنیا میں باقی ہے خدا تعالےٰ کی طرف سے مصلحین اور انبیاء کی آمد کا سلسلہ جاری ہے ہاں یہ ہم تسلیم کرتے ہیں۔ کہ قرآن مجید چونکہ مکمل شریعت ہے۔ اور اس کی حفاظت کا وعدہ خدا تعالےٰ نے کیا ہے۔ اس لئے اس میں قیامت تک کوئی ترمیم یا تنسیخ نہیں ہوسکتی۔ لیکن چونکہ انسانی نفوس ناقص ہیں۔ اور وہ ہر زمانہ میں کسی ایسے جگانے والے کے محتاج ہیں۔ جو الٰہی صور اور قرنا کا حکم رکھتا ہو۔ لہٰذا اس غرض اور ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ہر زمانہ میں خدا تعالےٰ کے نبی آتے رہیں گے۔ اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا

پس ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کی ضرورت تکمیل اسلام نہیں بلکہ تکمیل نفوس انسانی مانتے ہیں:

مسیح موعودؑ کے متعلق رسول کریمؐ کے ارشادات

کاش آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کی ضرورت کا سوال کرنے والے حضور علیہ السلام کے ان ارشادات کو ہی دیکھ لیتے۔ جن میں آپؐ نے مسیح موعودؑ کی آمد کی ضرورت کو بیان فرمایا ہے۔ تو ان کو وہیں اس سوال کا جواب مل جاتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسیح موعودؑ کی بعثت کے زمانہ کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرمایا۔

یاتی علی الناس زمانٌ لا یبقیٰ من الاسلام الّا اسمہٗ ولا یبقیٰ من القرآن الا رسمہٗ مساجدہم عامرۃٌ وھی خراب من الھدیٰ علماءھم شرّ من تحت ادیم السماء (مشکوٰۃ کتاب العلم)

یعنی ایک زمانہ آنے والا ہے۔ جبکہ اسلام کا فقط نام اور قرآن محض کاغذوں میں لکھا ہوا رہ جائے گا۔ مسلمانوں کی مسجدیں آباد ہوں گی۔ مگر ہدایت سے خالی۔ ان کے علماء تختہ زمین پر بدترین مخلوق ہوں گے۔

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک صحابیؓ نے دریافت کیا۔

کیف یذھب العلم ونحن نقرء القراٰن

ونعلمہ ابناءنا ویعلمہ ابناءنا ابناءھم الی یوم القیامۃ فقال ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اولیس ھذہ الیھود والنصاریٰ یقرءون التورٰۃ والانجیل لایعملون بشیءٍ مما فیھما (مشکوٰۃ کتاب العلم)

یعنے علم کیسے اٹھ جائے گا۔ حالانکہ ہم قرآن مجید پڑھ رہے ہیں۔ اور اپنے بیٹوں کو پڑھا رہے ہیں۔ اور ہمارے بیٹے آگے اپنے بیٹوں کو پڑھائیں گے۔ اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کیا یہود ونصاریٰ توریت وانجیل نہیں پڑھتے۔ مگر باوجود اس کے وہ ان کے احکام پر نہیں چلتے۔

اسی طرح ایک تیسری حدیث میں فرمایا لتتبعن سنن من کان قبلکم شبرًا بشبر و ذراعًا بذراعٍ حتیٰ لو دخلوا جحر ضب تبعتموھم قیل یا رسول اللہ الیھود والنصاریٰ قال فمن (مشکوٰۃ باب تغیر الناس) یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ضرور تم پیروی کروگے پہلے لوگوں کی پوری پوری یہاں تک کہ اگر وہ سوسمار کے بل میں داخل ہوئے۔ تو تم بھی داخل ہوگے۔ دریافت کیا گیا یا رسول اللہ پہلے لوگوں سے مراد یہود ونصاریٰ ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اور کون؟

ان تمام احادیث سے ظاہر ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے امت محمدیہ پر ایک ایسا وقت آنے کی پیشگوئی فرمائی ہے۔ جبکہ مسلمانوں کی روحانی حالت اس حد تک گر جائے گی۔ کہ وہ یہود ونصاریٰ کے مشابہ ہو جائیں گے۔ ان کے پاس قرآن مجید تو موجود ہوگا۔ مگر اس کی تعلیم پر عمل نہیں کریں گے۔ غرضکہ ان کی حالت ایسی ہو جائے گی۔ گویا ان میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مبعوث ہی نہیں ہوئے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ علماء کی حالت بھی انتہائی طور پر گر جائے گی۔ ایسے وقت میں مسیح موعودؑ ظہور کریگا جو فارسی النسل ہوگا۔ اور وہ ایمان کو دوبارہ ثریا سے واپس لائیگا۔ چنانچہ فرمایا۔ لو کان الدین عند الثریا لتنالہ رجالٌ من الفارس (ترمذی)

پس مسیح موعودؑ کا سب سے بڑا کام یہ ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کی اندرونی اصلاح کرے گا۔ اور ان میں حقیقی ایمانی روح پیدا کریگا جس سے وہ خالی ہو چکے ہوں گے۔ اور یہ کام علما سے نہیں ہوسکیگا کیونکہ وہ خود قابل اصلاح ہو چکے ہوں گے۔ لہذا خدا تعالےٰ ایک نبی برپا کرے گا۔ جو اس کام کو سرانجام دے گا۔

موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کی حالت

اس جگہ مجھے یہ ثابت کرنے کے لئے کہ یہی وہ زمانہ ہے۔ جس کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مندرجہ بالا پیشگوئیاں فرمائی تھیں مسلمان لیڈروں کے وہ اقوال اور مسلمان جرائد کے ایسے اقتباسات نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔ جن میں انہوں نے تسلیم کیا ہے۔ کہ اس زمانہ کے مسلمان ان پیشگوئیوں کے صحیح مصداق بن چکے ہیں۔ کیونکہ اب یہ ایک مانی ہوئی حقیقت ہے۔ جس سے کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا۔ اور انکار ہو بھی کیسے سکتا ہے۔ جبکہ ہر شخص اس کو بچشم خود مشاہدہ کر رہا ہے۔ البتہ ایک بات کا ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ مسلمانوں کی موجودہ تباہ حالی اور روحانی مرض کا احساس جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے قبل پایا جاتا تھا۔ ویسے ہی اب بھی یہ احساس پایا جاتا ہے۔ مگر فرق یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد سے قبل مسلمانوں کو اس احساس کے ساتھ ایک امید کی جھلک نظر آتی ہے۔ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق اس انتظار میں تھے۔ کہ مسیح موعودؑ آکر ہماری اس حالت کا مداوا کرے گا لیکن جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الہیٰ حکم کے ماتحت مسیح موعودؑ ہونے کا دعوےٰ کیا۔ تو آپ کا انکار کر دیا گیا۔ اور یہ کہا گیا۔ کہ آنے والا تو آسمان سے آئے گا۔ لیکن جب انہیں بتلایا گیا۔ کہ قرآن مجید اور احادیث کی رو سے کسی کا آسمان پر جسم عنصری کے ساتھ زندہ جانا ثابت نہیں۔ تو اب مولوی لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات کو پس پشت ڈال کر عموماً یہ کہنے لگ گئے ہیں۔ کہ مسیح موعودؑ کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔ اگر وہ آئے گا۔ تو ہماری طرف نہیں۔ بلکہ یہودیوں اور عیسائیوں کی طرف آئے گا ورا صل ایک موہوم چیز کا انتظار جب حد سے بڑھ جاتا ہے۔ تو اس کا لازمی نتیجہ مایوسی ہوتی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے والے اسی ناامیدی اور یاس کا شکار ہو رہے ہیں۔ کاش ہمارے دوست اب بھی آنکھیں کھولیں۔ اور آیت وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءھم ما عرفوا کفروا کے مصداق نہ بنیں۔

مسیح موعودؑ کے اور کام

احادیث میں مسیح موعودؑ کے اور بھی بہت سے کام اور اغراض بیان کئے گئے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم حکمًا عدلًا فیکسر الصلیب یعنے مسیح موعود حکمٌ عدل ہو کر آئے گا۔ اور وہ صلیب کو توڑے گا۔ اس میں بتلایا۔ کہ وہ امت محمدیہ میں شدید اختلافات کے وقت ظاہر ہوگا۔ اور ان کے اختلافات کا الہام الہیٰ کی روشنی میں فیصلہ کرے گا۔ اور یہ کہ وہ صلیبی فتنہ کے ظہور کے وقت آئے گا۔ اور اس کا دلائل سے ابطال کرے گا۔ پھر مسیح موعود کا ایک کام بھی بیان کیا گیا ہے۔ کہ وہ دجال کو قتل کرے گا۔ جس سے مراد یہ ہے کہ وہ ان مخالفین کا جو قسم قسم کے دجل اور فریب سے کام لے کر اسلام پر حملے کریں گے۔ جواب دے گا۔

ضرورت حکم

سید صاحب نے اپنے مضمون کی قسط بست ونہم وسی وسوم میں اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ کہ امت محمدیہ میں علماء کا بہت سے اسلامی مسائل میں اختلاف ہے۔ اور اس کے علاوہ قرآن کریم کی بہت سی آیات کی تفسیر میں بھی مفسروں کے باہمی اختلافات پائے جاتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا ان اختلافات کو دور کرنے کے لئے کسی حَکَم کی ضرورت نہیں۔ اور کیا ان اختلافات کو کوئی عالم اور مفسر دور کرسکتا ہے؟

ان دونوں سوالوں کا جواب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مذکورہ بالا ارشاد کی روشنی میں یہ ہے۔ کہ ان اختلافات کو دور کرنے کے لئے کسی فیصلہ کرنے والے حَکَم کی ضرورت ہے۔ اور وہ حکم دوسرے مفسرین اور علما کی طرح محض مفسر اور دنیا کا عالم ہی نہیں۔ بلکہ کوئی ایسا شخص ہوگا۔ جس کا خدا تعالےٰ کے ساتھ براہ راست تعلق ہوگا۔ اور اس کے مکالمہ ومخاطبہ سے مشرف ہوگا کیونکہ اگر مفسرین کے اختلافات کو دور کرنے کے لئے انہی جیسا ایک عالم اور مفسر حکم ہونے کا دعوےٰ کرے۔ تو وہ کہہ سکتے ہیں کہ تم کو ہم پر کسی بات میں فوقیت حاصل نہیں۔ جیسے ہم عالم ہیں ویسے تم بھی ہو۔ لہذا ہمارے تنازعات اور اختلافات میں تمہاری بات کو کس وجہ سے ترجیح دی جائے۔ کہ اسے فیصلہ کن سمجھا جائے پس اگر وہ بھی صرف ونحو وغیرہ ظاہری علوم پر اپنے فیصلہ کی بنیاد رکھے۔ تو جن علماء اور مفسرین کے اختلافات کا وہ فیصلہ کرے گا۔ وہ کہہ سکیں گے۔ کہ جیسے ہم تمہارے نزدیک غلطی پر ہیں۔ ویسے ہی تم بھی غلطی کر سکتے ہو۔ اور عقل بھی یہی فتوےٰ دیتی ہے۔ کہ جب تک حکم کی ذات میں کوئی امر مابہ الامتیاز نہ ہو۔ جس کی رو سے وہ دوسروں پر نمایاں فوقیت رکھتا ہو۔ تب تک وہ حکم بننے کا اہل قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اسی لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسیح موعودؑ کو نبی اللہ کہہ کر پکارا ہے۔ یعنی وہ خدا تعالیٰ کے مکالمہ ومخاطبہ سے مشرف ہوکر حکم کے فرائض سرانجام دیگا۔ اور اس کا فیصلہ قطعی ہوگا۔ پس امت محمدیہ میں علماء کا اسلامی مسائل اور قرآنی آیات کی تفسیر میں اختلاف ایک حکم کا متقاضی ہے۔ اور قرآن مجید کی حفاظت کا جو وعدہ خدا تعالےٰ نے کیا ہے۔ اس سے بھی اس پر ایک حد تک روشنی پڑتی ہے۔ کیونکہ محض الفاظ کی حفاظت کوئی چیز نہیں۔ جب تک معانی کی حفاظت کا بھی خدا تعالےٰ نے سامان نہ کیا ہو۔ یہ وہ کام ہیں جو مسیح موعودؑ کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مقرر کئے تھے۔ اور ان میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وہ ضروریات بیان فرمائی ہیں۔ جو حضورؐ کے بعد ایک نبی کی بعثت کی متقاضی ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اصل دعوےٰ مسیح موعود ہونے کا ہے۔ لہذا آپ کی نبوت کی ضرورت اور غرض وہی ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسیح موعودؑ کی نبوت کی بیان فرمائی تھی

خاکسار علی محمد اجمیری قادیان

بیمۂ زندگی اور اسلام

چند غلط فہمیوں کا ازالہ

بیمۂ زندگی کے عدم جواز کے متعلق میرا ایک مضمون "الفضل" ۷ ستمبر میں شائع ہوا تھا۔ مجھے اس کی اشاعت پر بہت سے مبارکباد کے خطوط موصول ہوئے۔ جس کے لئے میں احباب کا شکر گذار ہوں۔ بعض احباب نے مجھ سے چند استفسار بھی کئے لیکن اس وقت سے میرے تعلیمی مشاغل کچھ ایسے رہے۔ کہ میں ان کا جواب نہ دے سکا۔ اب ایڈیٹر صاحب الفضل نے مجھے عبدالرحمٰن صاحب احمدی حیدر آباد (دکن) کا ایک مضمون بغرض جواب ارسال فرمایا ہے۔ جس کی وجہ سے میرے لئے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ میں ان تمام شکوک و شبہات کا ازالہ کردوں۔ جو مختلف احباب کے دلوں میں میرے مضمون سے متعلق پیدا ہوئے۔

کیا نفع میں سُود کی ملونی جائز ہے؟

حیدر آبادی دوست تحریر فرماتے ہیں۔ "آپ نے نفع میں سود کا اشتراک ہونے کے باعث بیمۂ زندگی کو ناجائز قرار دیا ہے۔ لیکن سودی کاروبار کا روپیہ ملونی کی تعریف میں داخل نہیں ہے۔ کیونکہ اسلامی تعلیم کی رو سے سود پر کسی کو روپیہ دینا، سود سے روپیہ لینا اور سودی کاروبار میں حصہ لینا ناجائز ہے۔" آپ کا مطلب غالباً یہ ہے کہ اگر بیمہ زندگی کے نفع میں سود کی ملونی ہے تو چنداں مضائقہ نہیں۔ اسلام میں سود حرام ہے نہ کہ اگر وہ کسی اور مد میں شامل کر لیا جائے تو وہ بھی ناجائز ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ تو اسی طرح ہے جس طرح کہا جائے کہ اسلام میں خالص لحم الخنزیر حرام کیا گیا ہے۔ نہ کہ اگر وہ کسی اور گوشت میں ملا کر کھا لیا جائے تو وہ بھی حرام ہو جاتا ہے۔

منافع کی خیرات

پھر آپ دریافت کرتے ہیں۔ "کیا تمام مسلم تاجر خواہ وہ احمدی ہوں یا غیر احمدی اپنا روپیہ بنکوں میں بحیثیت سیونگ بنک نہیں رکھواتے اور کیا اس پر سود حاصل نہیں کیا جاتا؟"

جو احمدی رکھواتے ہیں اور اس پر انہیں جو سود حاصل ہوتا ہے اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے۔ کہ اپنی ذات پر اس کا خرچ کرنا جائز نہیں۔ اشاعت اسلام کے لئے دیدینا چاہیئے۔ یہ سود غربا کے لئے خرچ کیا جاتا ہے۔ ذاتی استعمال کے لئے منع ہے۔

اس کے متعلق آپ فرماتے ہیں۔ "کیا بیمہ کے منافع کو بھی اسی طرح خرچ نہیں کیا جا سکتا" مگر یہ نہایت مضحکہ خیز بات ہے۔ فرض کیجئے۔ ایک شخص دس ہزار روپے کے لئے اپنی زندگی کا بیمہ کراتا ہے۔ بیس روپے کی دو قسطیں ادا کرنے کے بعد فوت ہو جاتا ہے۔ اس کے رشتہ داروں کو ۹۹۸۰ روپے زائد مل جائیں گے۔ اگر وہ یہ ساری رقم خیرات کر دیں تو بیمۂ زندگی کا مطلب ہی کیا ہوا۔ لوگ تو اس لئے اپنی زندگی کا بیمہ کراتے ہیں۔ کہ ان کی وفات کے بعد ان کے لواحقین کو ایک کافی رقم مل جائے۔ جو ان کے کام آئے۔ لیکن اگر وہ سب کچھ خیرات کر دیں اور اشاعت دین کے لئے دیدیں۔ اس کو بیمۂ زندگی نہیں کہا جائے گا۔

بنکوں کا استعمال

پھر میرے مضمون سے یہ استدلال کیا گیا ہے۔ کہ شاید اس طرح سے وہ تمام تجارتی کاروبار ناجائز ہو جاتے ہیں جن کا تعلق بالواسطہ یا بغیر واسطہ بنکوں سے ہوتا ہے۔ لیکن یہ استدلال کسی طرح سے بھی درست نہیں۔ بنکوں کے بعض ایسے کام بھی ہوتے ہیں جن میں سود کا استعمال نہیں ہوتا۔ مثلاً منفادِ عامہ کو ہی لے لیجئے۔ اس میں مندرجہ ذیل کام شامل ہیں۔

۱۔ نوٹ جاری کرنے۔

۲۔ فرموں۔ کمپنیوں یا اشخاص کی ایمانداری اور ان کے کاروبار کے متعلق دوسری فرموں یا کمپنیوں کو سند بہم پہنچانا

۳۔ زیورات وغیرہ کی امانت رکھنا۔

۴۔ غیر ملکی تبادلہ کو سرانجام دینا۔

۵۔ کریڈٹ کے آلہ جات مثلاً لیٹر آف کریڈٹ سرکلر نوٹ یا چک وغیرہ جاری کرنے۔

۶۔ سرمایہ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا۔

ان کے علاوہ بیسیوں کام ہیں۔ جن میں سود کا استعمال شاذونادر ہی ہوتا ہے۔ اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے موجب کہ خذ ما صفا ودع ما کدر حرام کو حلال سے جدا کیا جا سکتا ہے۔

بنکوں کو تحفظ مال کے لئے استعمال کرنا بھی ناجائز نہیں ہو سکتا کیونکہ سود کی رقم چندہ میں دی جا سکتی ہے۔

کمپنیوں میں حصہ داری اور پرامیسری نوٹ

اسی طرح کمپنیوں میں حصہ داری اور پرامیسری نوٹ کا استعمال بھی ناجائز نہیں۔ کمپنیوں میں حصہ داری تو سود کے خلاف بہترین جہاد ہے۔ اس میں سود کا استعمال نہیں ہوتا بلکہ حصہ داروں میں منافع تقسیم کیا جاتا ہے۔ مثلاً اگر آپ ہوزری فیکٹری لمیٹڈ قادیان کے حصے خریدیں تو اس روپیہ سے کمپنی تجارت کرے گی اور جو نفع ہو گا وہ حصہ داروں پر تقسیم کر دیا جائے گا۔ "گورنمنٹ پرامیسری نوٹ" تو معمولی کرنسی نوٹوں کو کہتے ہیں جو ہم زر رائج کے طور پر ہر روز استعمال کرتے ہیں۔ معلوم نہیں صاحب موصوف نے ان کو اس شق میں کیونکر شامل کر لیا۔ دیگر پرامیسری نوٹ جن کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ قرض خواہوں کو کسی آئندہ تاریخ پر رقم ادا کی جائے۔ اگر سود سے منزہ ہوں۔ تو ان کا استعمال بھی قابل اعتراض نہیں۔

سُود کی تباہ کاریاں

صاحب موصوف لکھتے ہیں۔ "آپ نے یہ بھی ظاہر فرمایا ہے کہ سود کے باعث موجودہ اقتصادی نظام عالم میں خرابی واقع ہو رہی ہے مگر جناب نے اس بارہ میں کوئی دلیل نہیں دی" عرض یہ ہے کہ جہاں میں نے سود کو موجودہ اقتصادی نظام عالم کی خرابی کا موجب قرار دیا۔ وہاں یہ بھی عرض کیا تھا۔ کہ "اگر جرمنی آج قرض خواہ ملکوں کے استبداد کے نیچے کچلا جا رہا ہے تو اس کی وجہ محض سود ہی ہے۔" اس کے علاوہ انٹرنیشنل لیبر آفس اور عالمگیر معاشی کانفرنس کی مجلس منتظمہ وغیرہ کا بھی یہی فیصلہ ہے۔ کہ جب تک بین الاقوامی قرضہ جات کا خاطر خواہ فیصلہ نہ ہو۔ اس وقت تک موجودہ اقتصادی مصائب سے چھٹکارا حاصل کرنا محض ایک پریشان کن خواب ہو گا۔ درحقیقت یہ ایک لمبا مضمون ہے اس کے لئے میں صاحب موصوف کو اپنے مضمون مطبوعہ نیرنگ خیال ماہ ستمبر کے پڑھنے کی سفارش کرتا ہوں۔

کیا دنیا مسرور ہے؟

آخر پر صاحب موصوف نے لکھا ہے۔ "بنکنگ اور انشورنس کے باعث عام طور پر لوگ بجائے پریشان ہونے کے مسرور ہی نظر آتے ہیں" معلوم ہوتا ہے مضمون نگار صاحب حالات زمانہ سے پوری طرح واقف نہیں، ورنہ آپ کو علم ہونا چاہیئے تھا۔ کہ جس قدر پریشانیوں اور مصائب کی گھٹا اس وقت لوگوں پر چھائی ہوئی ہے وہ غالباً ابتدائے آفرینش کے ریکارڈ کو مات کر گئی ہے۔ اور اس نے دولِ عالم کے خرمنِ امن کو بالکل تباہ کر دیا ہے۔ اب وہ ہر روز بین الاقوامی مجالس منعقد کر رہی ہیں۔ تاکہ اس معاشی انتشار کا مداوا تلاش کیا جائے۔ یہ سب کچھ سودی کاروبار کے باعث ہو رہا ہے

نیّت کا دھوکہ

بعض احباب نے مجھ سے کہا تھا کہ الاعمال بالنیات ہم تو نفع سمجھ کر ہی بونس وغیرہ لیتے ہیں۔ خواہ کمپنیوں والے سودی کاروبار میں حصہ لیں یا نہ لیں۔ لیکن یہ تو اسی طرح ہے جس طرح کہا جائے کہ ہم تو گوشت حلال سمجھ کر ہی کھا جاتے ہیں۔ خواہ قصائی حلال کریں یا نہ کریں۔ جب ہمیں صاف نظر آ رہا ہے کہ بیمہ کے منافع میں سود کی ملونی ہے تو کیوں ہم خواہ مخواہ نجاست پر ہاتھ ماریں

دیگر اقسام کے بیمے

ایک صاحب نے استفسار کیا تھا۔ کہ دیگر قسم کی انشورنسوں کے متعلق کیا خیال ہے؟ ۔ سو واضح ہو کہ دیگر قسم کی انشورنسیں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ آگ کا بیمہ

۲۔ جہاز کا بیمہ

۳۔ عمارت کا بیمہ۔ وغیرہ وغیرہ

ان کا اصول یہ ہے کہ کمپنیوں والے ہمارے پیش آمدہ نقصان کی تلافی کرتے ہیں اور اس کے بدلہ میں ہم سے ایک مقررہ رقم بطور پریمیم لیتے ہیں۔ مثلاً مجھے خطرہ ہے کہ میرا مکان نہ جل جائے۔ سو اس کے لئے میں ایک بیمہ کمپنی کے پاس جاؤں گا اور کہونگا کہ اس کو اپنے پاس پچاس ہزار روپے کی رقم میں بیمہ کرلو۔ وہ مجھ سے ماہوار یا سالانہ پریمیم کا مطالبہ کرے گی۔ جس کو میں ایک مقررہ مدت تک ادا کرتا رہوں گا۔ اس کے بدلہ میں اگر مقررہ مدت کے اندر اندر میرے مکان کو کوئی ضرر پہنچے۔ تو میں اس نقصان کی تلافی کے لئے بیمہ کمپنی سے رقم کا مطالبہ کرسکتا ہوں۔

سب بیمے جوا ہیں

لیکن اس بیمہ اور لائف انشورنس میں ایک فرق ہے اور وہ یہ کہ لائف انشورنس میں بیمہ کنندہ کی موت یقینی ہوتی ہے یعنی ایک نہ ایک دن اسے ضرور مرنا ہے۔ لیکن اس حالت میں مکان یا جہاز وغیرہ کی تباہی یقینی نہیں ہوتی۔ اسی وجہ سے موخر الذکر اشیاء کا بیمہ صریح جوئے کے مترادف ہے۔ کیونکہ جوئے کی تعریف یہ ہے کہ "یا تو آپ کو سراسر نقصان۔ اور یا سراسر نفع" جوا اسلام میں صریح طور پر ناجائز ہے۔ اس لئے یہ تمام قسم کی انشورنسیں بھی ناجائز ہیں۔

اسلامی اصول

بعض احباب اس بات پر بہت گھبراہٹ کا اظہار کررہے ہیں کہ سود کے بغیر اقتصادی ترقی نہیں ہوسکتی۔ بے شک موجودہ حالات میں سود ایک لابدی چیز نظر آتا ہے لیکن اگر اسلام کی تجویز کردہ مساوات اور اخوت کو ترویج دیا جائے تو سب مشکلات کا حل ہو سکتا ہے (۱) اسلام میں پیشتر ہی زائد رقم کا تعین کرلینا ناجائز ہے۔ البتہ قرضہ واپس کرتے وقت زائد رقم دے دینا جائز ہے بلکہ مسنون ہے (۲) پھر اسلام میں نفع و نقصان دونوں میں برابر شریک ہونا پڑتا ہے یہ چیز موجودہ سرمایہ داری کے زمانہ میں محال نظر آتی ہے۔ (۳) نیز اسلام میں جس کام میں نفع ہی نفع ہو وہ ناجائز ہے۔ اور جس کام میں نقصان کا بھی احتمال ہو وہ جائز ہے۔ اگر احباب ان تینوں اصول کو اپنے پیش نظر رکھینگے تو ان کو یہ فیصلہ کرتے وقت کوئی دقت پیش نہ آئے گی۔ کہ بیمہ زندگی اسلام میں ناجائز ہے۔ بے شک یہ ظاہری طور پر اقتضائے زمانہ نظر آتا ہے لیکن جو لوگ رفتار زمانہ کا بغور مطالعہ کررہے ہیں وہ خوب سمجھتے ہیں۔ کہ دنیا ان سودی اداروں کی وجہ سے تباہی کی طرف جارہی ہے۔

عبدالرحیم شبلی بی کام (فائنیل)

سکرٹری تالیف و تصنیف کے فرائض

اپنے حلقہ میں بعض جماعتوں نے حال ہی میں سکرٹری تالیف و تصنیف مقرر کئے ہیں۔ اس لئے ذیل میں ان کے فرائض درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) تمام ایسی کتب، یا رسائل، ٹریکٹ، اشتہارات جو اسلام کے خلاف یا سلسلۂ عالیہ احمدیہ کے خلاف مخالفوں کی طرف سے شائع ہوچکے ہیں۔ یا آئندہ شائع ہوں۔ ان کی کم از کم ایک کاپی مرکزی لائبریری قادیان میں ارسال کرنا اور اگر مقامی جماعت قیمت مہیا نہ کرسکتی ہو۔ تو ناظر تالیف و تصنیف قادیان کو اس کی قیمت سے آگاہ کرنا۔

(۲) تمام ایسی ضروری کتب جو خواہ کسی مذہب کی تائید میں لکھی گئی ہوں یا خلاف۔ خواہ قدیم ہوں یا جدید۔ خواہ کسی زبان میں ہوں۔ ہمارے نزدیک صحیح ہوں یا غلط۔ ان کو فراہم کرکے مرکزی لائبریری قادیان کے لئے ارسال کرنا۔

(۳) ان کے حلقے میں اگر کوئی ٹریکٹ یا اشتہار مخالفین کی طرف سے شائع ہو، تو اس کا جواب لکھنا یا لکھوانا۔

(۴) جو کتاب، ٹریکٹ یا اشتہار ان کے حلقے میں کسی احمدی کی طرف سے سلسلہ کی تائید میں شائع ہو۔ اس کے ایک یا دو نسخے مرکزی لائبریری قادیان میں بھیجنا۔

(۵) ریویو آف ریلجنز اردو اور انگریزی کی توسیع اشاعت کی کوشش کرنا اور ان کے لئے خریدار مہیا کرنا۔

(۶) عام علمی کتابوں کا مہیا کرنا جو لائبریری کے لئے مفید ہوں۔

(۷) اپنے اپنے حلقہ میں حتی الوسع لائبریری قائم کرنا جو مقامی مباحثات و دیگر علمی امور مطالعہ وغیرہ میں کارآمد ہوسکے۔

(۸) سلسلہ کی کتب کے فروخت کے لئے احباب میں تحریک کرنا اور غیروں میں ان کی خریداری کے لئے سعی کرنا اور آرڈر قومی بک ڈپو قادیان میں بھجوانا۔ انگریزی ترجمہ قرآن کے لئے خریدار مہیا کرنا۔

(۹) نظارت تالیف و تصنیف قادیان میں اپنے کام کی ماہواری رپورٹ بھیجنا تاکہ ریکارڈ میں محفوظ رہ سکے۔

(ناظر تالیف و تصنیف ۔ قادیان)

فوج میں احمدی

اس امر کی ضرورت ہے۔ جس قدر احمدی برادران کسی فوج میں ملازم ہیں خواہ کسی حیثیت میں ہوں۔ ان سب کی ایک فہرست طیار کی جائے۔ چونکہ اخبار بعض فوجوں میں نہیں جاتا۔ (اگرچہ گورنمنٹ کی طرف سے کوئی بندش نہیں۔ مگر بعض چھاؤنیوں کے فوجی کمانڈر اپنے حکم سے روک دیتے ہیں) اس واسطے جن احباب کے عزیز رشتہ دار کسی فوج میں ہوں وہ احباب ان کے نام لکھ کر بھیج دیں۔ بلکہ ہر جگہ کی مقامی جماعت ایسی فہرست بھیج دے تاکہ فہرست مکمل ہو۔

ناظر امور خارجہ ۔ قادیان

سندھ کی جماعتیں توجہ کریں

ماہ نومبر میں سندھی زبان میں ایک ٹریکٹ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے متعلق انشاءاللہ تعالیٰ شائع ہوگا۔ ارادہ ہے کہ یہ ٹریکٹ کم از کم ۸ ہزار کی تعداد میں چھپوا کر سندھ کے ایک ایک گوٹھ میں پہنچا دیا جائے۔ اس کی قیمت آٹھ روپے فی ہزار (علاوہ محصولڈاک ہوگی۔ سندھ کی مندرجہ ذیل جماعتوں کو فوری توجہ کرنی چاہیئے اور پیشگی قیمت جلد بھیج دیں۔ تاکہ اچھا انتظام ہوسکے۔

کراچی ۔ جاتی ۔ شاہ پور چاکر ۔ میرپور خاص ۔ ساماره ۔ بڈھا کوٹ ۔ کمال ڈیرہ ۔ نواب شاہ ۔ باڈہ ۔ لاڑکانہ ۔ سکھر ۔ خیرپور میرس ۔ کندکوٹ ۔ احمد آباد محمود آباد اسٹیٹ ۔ مورو ۔ صوبو میرو ۔ سکرنڈ وغیرہ ۔ خاکسار

عطاءاللہ احمدی نائب مہتمم تبلیغ ضلع حیدرآباد سندھ ۔ ٹنڈو آدم (پوسٹ آفس)

احباب سے ضروری گذارش

ننکانہ صاحب سکھ قوم کی ایک بڑی مرکزی جگہ ہے۔ یہاں ہر سال جنم دن گرو نانک رحمۃ اللہ علیہ پر ایک عظیم الشان میلہ لگتا ہے جس پر دور دور سے قریباً ایک لاکھ یاتری سکھ (اور کئی ہزار مسلمان) آتے ہیں۔ یہاں خدا تعالے کے فضل سے ایک مختصر سی غریب احمدی جماعت ہے۔ جس کی استطاعت سے تا حال یہ امر محال ہے۔ کہ یہاں ان دنوں میں جلسہ کرا سکے۔ یا دو چار ہزار تبلیغی ٹریکٹ شائع کرسکے۔ جو جماعتیں ۲۲ اکتوبر یوم التبلیغ کے لئے ٹریکٹ تبلیغی (خصوصاً سکھوں کے لئے) شائع فرمائیں۔ وہ مہربانی فرماکر چند ایک کاپیاں پتہ ذیل پر بندہ کو ارسال فرمادیں۔ امسال "میلہ مکھرمی" مذکورہ بالا ۲ نومبر ۱۹۳۳ء کو ہوگا۔

جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ ننکانہ صاحب ۔ ضلع شیخوپورہ

بقیہ ص۴

(۲)

اخبار مدینہ بجنور ۱۰ر اکتوبر ۱۹۳۳ء لکھتا ہے:

"بدقسمتی سے ہندوستان کے جاہل مسلمان جن میں کفر کے ساتھ عدم تعاون کا جذبہ اہل علم سے بھی زیادہ ہوتا ہے ہندوؤں کے ہر مشرکانہ تہوار اور خلاف اخلاق تقریب میں شرح صدر کے ساتھ حصہ لیتے ہیں۔ چنانچہ دیوالی کے دنوں میں وہ اس کثرت اور انہماک کے ساتھ جوا کھیلتے ہیں۔ کہ خود شیطان بھی حیرت زدہ ہو کر رہ جاتا ہے۔۔۔۔۔ جوا کھیلنا شرعاً حرام ہے۔ اور قانوناً ممنوع۔ لیکن جوا کھیلنے والے باز نہیں آتے۔ بلکہ بعض اوقات وہ پولیس کی گرفت سے بچنے کے لئے ایسے حیلے ایجاد کرتے ہیں۔ کہ ابلیس کا فن تلبیس بھی مات ہو جاتا ہے"

یہاں جاہل مسلمانوں کی حالت بیان کی جا رہی ہے۔ "جن میں کفر کے ساتھ عدم تعاون کا جذبہ اہل علم سے بھی زیادہ ہوتا ہے" ان جاہلوں کے ایجاد کردہ حیلے جب یہ حیثیت رکھتے ہیں۔ کہ "ابلیس کا فن تلبیس بھی مات ہو جاتا ہے"۔ تو "اہل علم" جو کچھ کرتے ہیں۔ تو اس کا اندازہ بآسانی لگایا جا سکتا ہے۔

(۳)

اخبار "وحدت" ۶ر اکتوبر ۱۹۳۳ء میں ہندوستان کے ایک علاقہ کے لوگوں کی حالت حسب ذیل الفاظ میں شائع ہوئی ہے:

"مسجدوں میں تعزیہ بنا کر تمام مرد و عورت جوان۔ بوڑھے بچے۔ ماتمی لباس پہن کر مسجدوں میں خوب گانا بجانا۔ رونا پیٹنا کرتے ہیں۔ کئی ایک دیہات میں مسجد کے اندر یا قریب یا بستی میں کسی اور جگہ اینٹوں کی ایک شکل منارہ کی صورت میں بنا رکھی ہے۔ جس کے ہر طرف متعدد طاقچے بنے ہوتے ہیں۔ ان میں چراغ جلائے جاتے ہیں۔ اور اس کو بالا پیر کہتے ہیں۔ ان لوگوں کو یہ بتایا گیا ہے کہ یہ بالا پیر تمہارے مصائب تکالیف قحط امراض وغیرہ دور کر کے آرام میں برکت خوشحالی اور تندرستی عطا کیا کریں گے۔ اس لئے ہمیشہ ان کی پرستش کیا کرو۔ اور بالخصوص مصیبت کے وقت بہت خیال رکھو۔ چنانچہ جب کسی کو کوئی حاجت پیش آتی ہے۔ تو اس کی نذر منت چڑھائی جاتی ہے۔ اور اس سے حاجت مانگتا ہے"۔

یہ تو عام مسلمانوں کی حالت مختصر طور پر پیش کی گئی ہے۔ اب ذرا ان کے علماء اور پیروں کی حالت بھی دیکھ لیجئے

(۴)

اخبار "انقلاب" ۱۳ر اکتوبر لکھتا ہے:

"مسلمانوں میں جاہل اور کندہ ناتراش واعظوں کی کثرت ہے۔ جو قرآن و حدیث سے تو قطعاً بے خبر ہیں۔ اور اپنے وعظوں میں محض غلط روایات۔ منکرات اور لغویات بیان کرتے ہیں"

(۵)

اخبار "اتحاد" پٹنہ ۱۱ر اکتوبر ۱۹۳۳ء لکھتا ہے:

"نام نہاد پیروں کی حالت پر غور فرمائیں۔ ان میں سے اکثر سال بھر بے کار پھرتے ہیں۔ غریبوں کو لوٹتے ہیں۔ سجدے کراتے ہیں۔ شرک و بدعات میں غرق ہیں۔ کھلے بندوں شراب پیتے ہیں۔ اور بدکاری میں پکڑے جاتے ہیں۔ یہی حال اس زمانہ کے عالموں اور پیروں کا ہے۔ فرقہ بندی نے انہیں اصلاح حال کے خیال سے بالکل غافل کر دیا ہے۔ وہ قوم کی اخلاقی تباہی۔ سیاسی بے بسی اور تبلیغی اور تنظیمی پس ماندگی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ انہوں نے اپنی الگ الگ ریاستیں قائم کر رکھی ہیں۔ اور چند فروعی مسائل پر جن کا عملی زندگی اور بقائے مذہب سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے۔ وہ مسلمانوں کو لڑاتے۔ اور اپنی پیشوائی کو قائم رکھتے ہیں"

"اس وقت مسلمانوں کے سامنے ترکوں کی مثال موجود ہے۔ انہوں نے اپنے علماء کے وظیفے قانوناً بند کر دیئے ہیں۔ انہیں خانقاہوں اور گدیوں سے اٹھا دیا ہے۔ ان کے زاویے توڑ دیئے ہیں جبّے اور عمامے چھین لئے ہیں۔ ترکوں کا بیان ہے۔ کہ اس تباہی کی ذمہ داری خود علماء کی اپنی تباہ کاری اور غفلت و جمود پر ہے"

"ہندوستان کے فرقہ پرست علماء کا بھی ایک دن یہی حشر ہو گا یہ ناممکن ہے۔ کہ وہ رفع یدین آمین اور سماع موتیٰ ایسے فروعی مسائل کے نام پر زیادہ دیر تک مسلمانوں میں فرقہ بندی قائم رکھ سکیں۔ اور اپنی پیشوائی کے لئے ایک جماعت کو دوسری جماعت سے لڑاتے رہیں شیعہ۔ سنی۔ اور حنفی وہابی کے اختلاف نے قوم کو تباہ کر دیا ہے۔ اور وہ وقت قریب ہے جبکہ تباہ ہونے والے بیدار ہو جائیں گے"

مندرجہ بالا سطور سیرت کمیٹی پٹی کے سکرٹری عبدالمجید صاحب قرشی نے لکھی۔ اور شائع کرائی ہیں۔ یہ وہی صاحب ہیں۔ جنہوں نے انہی ایام میں جماعت احمدیہ کے یوم التبلیغ کے سلسلہ میں صریح غلط بیانیاں اور افتراپردازیاں کر کے فتنہ پیدا کرنا چاہا ہے

(۶)

اخبار "ہند جدید" اپنے حال ہی کے ایک پرچہ میں لکھتا ہے:

"بنگال میں پیروں اور مولویوں کا ٹڈی دل مسلمانوں کو لوٹتا پھرتا ہے طرح طرح کی بداخلاقیاں اور خرافات ان میں پھیلا رہا ہے۔ مرغیاں بلکہ انڈے تک ذبح کرنے کے لئے پڑھی ہوئی چھریاں فروخت کرتا ہے اور یہ کہ بنگال کے بعض علاقوں کے مسلمان اپنی مسجدوں کو گوبر سے لیپتے۔ اور کہیں کہیں مسجدوں میں بت بھی رکھتے ہیں۔ ندیا۔ مرشد آباد جیسور رنگپور اور کوچ بہار وغیرہ کے علاقوں میں فقیروں کا ایک فرقہ مسلمانوں میں مقبولیت حاصل کرتا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ فرقہ اسلام سے قطعاً مرتد ہے بلکہ اس کی مقبولیت اسلام پر کاری ضرب ہے۔ اس فرقہ کا نام بادل فقیر ہے۔ اور وہ دین اسلام کے نام پر ایسی ایسی حیاسوز اور خلاف انسانیت حرکتوں کو عبادت سمجھتا ہے۔ جن کا ذکر بھی شریف آدمی کے لئے مشکل ہے۔ یہ فرقہ اسلام کا مدعی ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ قرآن مجید میں نہیں چالیس پارے تھا۔ اور یہ کہ گمشدہ دس پارے اس کے پاس سینوں میں محفوظ ہیں۔ اور حضرت علی سے سینہ بسینہ اس کے بانی لالن شاہ تک پہنچے۔ اور لالن شاہ نے یہ پارے اپنے مریدوں کے سینوں میں منتقل کر دیئے ہیں۔ لالن شاہ کی نسبت معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ ندیا میں پچاس سال پہلے ظاہر ہوا۔ اور بادل فقیر کا عجیب فرقہ اسی نے قائم کیا۔ ان کے نزدیک فطرت کی سب سے بڑی نعمتیں چار ہیں اور یہی چار نعمتیں انسان میں معرفت پیدا کرتی ہیں۔ (۱) پیشاب (۲) پاخانہ (۳) حیض کا خون (۴) نطفہ انسانی۔ ان کے نزدیک چونکہ یہ نجاستیں فطرت کی سب سے بڑی نعمتیں اور حصول معرفت کا ذریعہ ہیں۔ اس لئے آدمی کو چاہیئے۔ کہ انہیں ہمیشہ زیادہ سے زیادہ کھاتا پیتا رہے۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں۔ کہ یہ کس قدر جہالت کی بات ہے۔ کہ جو چیزیں خدا نے آدمی کو اس کی پیدائش ہی کے ساتھ بخش دی ہیں۔ اور جن سے وہ زندہ رہتا ہے۔ بلکہ جن سے اس کا وجود ہوا۔ اور بطن مادر میں جن سے اسے غذا ملی ہے۔ انہیں نجس قرار دیا جائے۔ یہ لوگ ان غلاظتوں کو روز کھاتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے لئے ضروری ہے۔ کہ اپنے ساتھ ناریل کے چھلکے کا پیالہ رکھے۔ اور صبح اٹھ کر پہلا پیشاب اسی پیالہ میں کر کے پی جائے۔ ہر مہینہ کی چودھویں رات ان کی بول چال میں مہو و شب کہلاتی ہے۔ اور ان کی عید ہے۔ اس رات یہ لوگ مرد اور عورت سب جمع ہوتے ہیں۔ اجتماع کی جگہ پر آٹا بچھا دیا جاتا ہے پھر یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کی غلاظتیں کھاتے پیتے ہیں اس کے بعد گانا شروع ہوتا ہے۔ اور شرابیں پینا شروع کر دیتے ہیں جب خوب مست ہو جاتے ہیں۔ تو مرد و عورت سب برہنہ ہو جاتے ہیں۔ اور روشنی گل کر کے بدکاری میں مصروف ہو جاتے ہیں بدکاری کے بعد تمام نطفے جو بچھے ہوئے آٹے میں جذب ہو چکے ہوتے ہیں۔ انہیں آٹے کے ساتھ بڑے اہتمام سے اٹھا لیا جاتا ہے اور اسی آٹے کی روٹی پکائی جاتی ہے۔ جسے سب بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔ صرف نوجوان عورتیں ہی اس عید میں شریک ہو سکتی ہیں۔ جوانی سے اتری ہوئی عورتوں کے لئے شرکت جائز نہیں اس فرقہ میں عیاشی کو عبادت سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے نوجوان اس میں خوشی خوشی داخل ہو رہے ہیں"

(پرتاپ ۱۵ر اکتوبر بحوالہ ہند جدید)

اس شیطنت اور سیاہ کاری کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ اس قسم کے حالات میں سے ہندوستان کے مسلمان اور ان کے علماء اور مذہبی راہ نما ہی نہیں گزر رہے۔ بلکہ وہ ممالک جو اسلامی کہلاتے ہیں۔ ان میں مسلمانوں کی مذہبی۔ اخلاقی اور روحانی حالت ہندوستان کے مسلمانوں سے بھی بدتر ہے۔ اور ہر جگہ علماء کہلانے والے اپنے اعمال و افعال کے رو سے بدترین مخلوق ثابت ہو چکے ہیں۔

ان خطرناک حالات میں بھی جو شخص یہ کہتا ہے کہ مسلمانوں کو کسی روحانی مصلح کی ضرورت نہیں۔ ان کی اندرونی اصلاح کے لئے ان کے علماء ہی کافی ہیں۔ وہ مسلمانوں کا دوست نہیں بلکہ دشمن ہے۔ جو چاہتا ہے کہ مسلمان اپنی روحانی مذہبی اور اخلاقی اصلاح سے غافل رہ کر تباہی و ہلاکت کے اتنے گہرے گڑھے میں گر جائیں۔ جس سے وہ پھر کبھی نہ نکل سکیں۔ ایسے لوگوں کی باتوں پر قطعاً کان نہیں دھرنا چاہیئے۔ اور روحانی مصلح کو قبول کر کے جلد سے جلد اپنی روحانی اصلاح کی طرف متوجہ ہو جانا چاہیئے۔

قابل توجہ احمدی اطباءؒ

معزز برادران:- میں آپ کی توجہ ایک طبی برادری کی طرف مبذول کرتا ہوں۔ جس کا نام انجمن خادم الحکمت ہے اور اس کے بانی حضرت استاذ الاطباء حکیم احمد الدین صاحب موجد طب جدید امیر جماعت احمدیہ شاہدرہ لاہور ہیں جن کی سرپرستی میں نہایت وسیع و معتبر دوا خانہ جاری ہے۔ آپ بھائیوں کا فرض ہے۔ کہ ہمارے ساتھ رشتہ اتحاد قائم کریں نیز ہم تمام قسم سمیات نہایت ارزاں قیمت پر فروخت کرتے ہیں جس کی مختصر فہرست پیش نظر ہے۔ ہر ایک چیز کی قیمت چھٹانک کے حساب سے لکھی گئی ہے۔ ہمارا رسالہ طب جدید و تبصرۃ الاطبا مفت منگوا کر ملاحظہ فرمائیے گا۔

سنکھیا سفید بلوری ۱۲؍ سنکھیا سیاہ ۔ سرمئی عمر سنکھیا دودھیا ۔ ۸؍ سنکھیا زرد ۱۲؍ سنکھیا سرخ ۔ سکھور ۔ دار چکنا سفید ڈلی ۱۵؍ میٹھا تیلیہ سفید و سیاہ ۔ کچلا تخم دھتورہ سیاہ ۲؍ ہڑتال ورقی ۔

نوٹ:- ہر ایک آرڈر میں یہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ فلاں ہر فلاں مطلب کے لئے درکار ہے۔ المشتہر:- ممتاز الاطباء

حکیم مختار احمد جنرل منیجر انجمن خادم الحکمت شاہدرہ لاہور

ضرورت ناطہ

ایک تعلیم یافتہ سید زادی کے واسطے رشتہ کی ضرورت ہے۔ لڑکا تعلیم یافتہ اور صاحب حیثیت گھرانہ کا ہو۔ مزید حالات مجھ سے دریافت ہو سکتے ہیں۔ **مفتی محمد صادق ناظر امور خارجہ**

فوراً ضرورت ہے

شہرۂ آفاق ملٹن چائے کی فروخت کے لئے چند تجربہ کار۔ دیانتدار اور ہوشیار ایجنٹوں کی ضرورت ہے جو چائے کی فروخت کے لئے آرڈر مہیا کر سکیں۔ تنخواہ بمعہ سفر خرچ بشاہرہ ۵۰؍ روپیہ ماہوار دی جائے گی۔ پچاس روپیہ بطور ضمانت کے ادا کرنا ضروری ہو گا۔ درخواستیں ۵ تک بنام

ایم ایچ میکسٹیشل آرگنائزر ملٹن ہوس متصل تھانہ سٹی گجرات آنی چاہئیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان مبارک میں تو موتی سرمہ ہی مقبول ہے

لہذا آپ کو بھی یہ بہترین موتی سرمہ ہی استعمال کرنا چاہیئے

حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے سلمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ میں اس بات کے اظہار میں خوشی محسوس کرتا ہوں کہ میں نے آپ کے موتی سرمہ کو استعمال کر کے اسے بہت مفید پایا۔ گذشتہ دنوں مجھے تکلیف ہو گئی تھی۔ کہ زیادہ مطالعہ سے آنکھوں میں درد ہونے لگتا تھا دماغ میں بوجھ رہتا تھا۔ علاوہ آنکھوں میں کچھ سرخی بھی رہتی تھی۔ ان ایام میں میں نے جب بھی آپ کا موتی سرمہ استعمال کیا۔ مجھے یقینی طور پر فائدہ ہوا۔ یہ موتی سرمہ ضعف بصر، گکرے، جلن، جالا، پھولا، خارش چشم، پانی بہنا، دھند، غبار، پڑبال، ناخونہ، کوہا نجنی، رتوندا، ابتدائی موتیابند وغیرہ غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس کا استعمال رکھیں گے۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے۔ قیمت فی تولہ ؏ علاوہ محصول ڈاک۔

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے۔

دل میں نئی امنگ، اعضاء میں نئی ترنگ، دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا، کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور بنانا، بڈھے کو جوان اور جوان کو نوجوان بنانا اس اکسیر کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ آپ اکسیر البدن کا استعمال کر کے اپنے اندر طاقت کا خاص ذخیرہ جمع کر سکتے ہیں۔ یہ اکسیر ملیریا بخار سے بچاتی اور ملیریا سے پیدا شدہ کمزوری کو دور کرتی ہے۔ قیمت ایک ماہ کی خوراک صرف پانچ روپے علاوہ محصول ڈاک۔

ملیریا کی کمزوری دور ہو گئی

جناب شیخ فخر الدین صاحب ہزاری زمیندار کورائی ضلع کنگ سے لکھتے ہیں کہ ملیریا بخار کے بعد اکسیر البدن نے بہت فائدہ دیا۔ تمام کمزوری دور ہو گئی لہذا ایک شیشی اور بذریعہ وی پی بھیجدیں۔ ملنے کا پتہ:- **منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب**

موسم سرما کی فائدہ مند تجارت

اس فرم کے کارکن احمدی ہیں۔ احمدیوں سے خاص رعایت بھی کیجاتی ہے

امریکن سیکنڈ ہینڈ (مستعمل)، کوٹ۔ نیاکٹ پیس۔ کمبل وغیرہ تھوک نرخ پر منگوا کر قلیل سرمایہ سے منفعت بخش تجارت کریں محنتی شخص اس کام سے سرما کے تین چار ماہ میں سال بھر کی روزی آسانی سے پیدا کر سکتا ہے۔ مفصل لسٹ طلب کریں۔

محنتی ایجنٹ جو کمیشن پر کام کرنا چاہیں۔ جلد درخواست دیں۔

ایس رفیق بھائی جنرل سپلائرز تھوک فروشان جیکب سرکل بمبئی

بعض پرائیویٹ قطعات اراضی قابل فروخت

اس وقت قادیان کی نئی آبادی کے تمام محلوں میں بعض اچھے اچھے موقع کے قطعات قابل فروخت موجود ہیں۔ مثلاً محلہ دارالعلوم میں نصرت گرلز سکول اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کے درمیان جو اس وقت رعایتی شرح سے نہایت ارزاں نرخ پر فروخت ہو رہے ہیں۔ یعنی بڑی سڑک پر بجائے ۲۰ کے ۱۷ فی مرلہ۔ اور اندرون محلہ بجائے ۸ کے ۵ فی مرلہ بمحلہ دارالفضل میں پکے روڈ پر منڈی کے قریب۔ مسجد کے قریب۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے قریب۔ جن میں سے بعض قطعات کے چاروں طرف راستے ہیں۔ اور آبادی کے وسط میں واقع ہیں۔ تفصیلات اور ان کی قیمتیں بالمشافہہ یا بذریعہ خط و کتابت دریافت کی جا سکتی ہیں۔

المشتہر:- محمد احمد مولوی فاضل (پسر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب) قادیان

ایک لڑکی کے واسطے رشتہ کی ضرورت

قوم کی سید۔ عمر پندرہ سالہ۔ تعلیم یافتہ۔ امور خانہ داری سے واقف۔ ہر ایک ظاہری عیب سے مبرا۔ لڑکا عالی خاندان سے اعلیٰ تعلیم یافتہ ہو۔ کنوارا ہو۔ برسر روزگار ہو۔ یا صاحب جائداد ہو۔ یو۔ پی کے رہنے والوں کو ترجیح ہو گی۔ پتہ ذیل پر خط و کتابت کی جائے بمقام دہلی۔ ترابا بیرم خان۔ دوکان ڈاکٹر شمس الدین احمدی۔ قریشی فیاض علی احمدی مہجلہ ۱۳۱۳ از جماعت کپور تھلہ۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

مسٹر چاؤلا مشہور ہندوستانی ہوا باز کے متعلق ناگپور سے ۱۷ اکتوبر کی اطلاع ہے کہ وہ اہم دنوں میں تمام دنیا کے گرد پرواز کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ کراچی سے روانہ ہو کر وہ خلیج فارس کے ساتھ ساتھ بصرہ جائیں گے اور وہاں سے براستہ بغداد قسطنطنیہ کا سفر اختیار کرینگے۔ قسطنطنیہ سے رومانیا بلگیریا دی آنا اور فرانس سے ہوتے ہوئے لنڈن جائینگے۔ پھر انگلستان سے امریکہ اور جاپان جائیں گے۔

بمبئی سے ۱۷ اکتوبر کی اطلاع ہے کہ جاپان بمبئی کے ایک سوداگر سے گفت و شنید کر رہا ہے تاکہ ایک لاکھ ٹن چاول سستی قیمت پر وہ ہندوستان میں فروخت کر سکے۔

اخبار ہریجن جو گاندھی جی کی سرپرستی میں پونہ سے شائع ہوتا تھا۔ اس کا دفتر اب پونہ سے مدراس میں منتقل کر دیا گیا ہے۔

فرانس کے دو سائنس دانوں نے ایک ایسی زہریلی گیس ایجاد کی ہے جو جسم انسانی سے چھوتے ہی ہلاکت کا موجب ہو جاتی ہے۔ موجدوں نے اس کا نسخہ بتانے سے اس وقت تک انکار کر دیا ہے۔ جب تک کسی مخالف طاقت کی طرف سے فرانس پر حملہ نہیں ہوتا۔

ایڈیٹر اخبار ریاست دہلی نے خواجہ محمد اکرم انسپکٹر جنرل پولیس ریاست بھوپال کے خلاف سشن جج کی عدالت میں جو اپیل دائر کی تھی۔ وہ ۱۶ اکتوبر کو خارج کر دی گئی۔

مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس ۲۱ - ۲۲ اکتوبر کو ہوڑہ (بنگال) میں منعقد ہونا قرار پایا ہے۔

فلسطین کے مفتی اعظم محمد امین الحسینی ۱۶ اکتوبر کو پشاور سے کابل روانہ ہو گئے۔

مہاراجہ دیواس کے متعلق ایک اطلاع مظہر ہے کہ وہ مالی مشکلات کی بناء پر ریاست سے الگ ہو کر پانڈی چری چلے گئے ہیں۔

نواب احمد یار خاں صاحب دولتانہ اور ان کے بھائی نے سشن جج ملتان کی عدالت میں وزیر ہند کے خلاف تین مقدمات دائر کئے ہیں۔ دعویٰ اس مطلب کا ہے کہ محکمہ انہار نے تحصیل میلسی موضع سرگدان کے نزدیک سے گذرنے والی نہر کے لئے جو زمین لی ہے۔ اس کے عوض انہیں چالیس ہزار روپیہ دیا جائے۔ ان کا بیان ہے کہ انہیں تیرہ ہزار روپے گھٹ گئے ہیں۔ اسی قسم کے دیگر دعوے بھی ہیں۔

روئی کی قیمت میں ایک سرکاری اعلان کے ذریعہ روس میں سو فیصدی اضافہ ہو گیا ہے۔ اب سفید روئی کی قیمت ۱/۲ ۱۰ پنس فی پونڈ اور معمولی روئی کی قیمت ۳/۴ ۹ پنس فی پونڈ ہو گی۔

حکومت سیلون کے خزانہ کی حالت کولمبو سے ۱۶ اکتوبر کی اطلاع کے مطابق موجودہ مالی سال میں جو ۳۰ ستمبر کو ختم ہوا نہایت تسلی بخش رہی۔ اور اخراجات سے آمدنی ایک کروڑ تیس لاکھ روپے زیادہ ہوئی۔

ہندو مہا سبھا نے اجلاس اجمیر کے بعد ۱۷ اکتوبر کو جائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی اور لیگ آف نیشنز کو بحری تار ارسال کئے۔ جن میں وزیر اعظم کے فرقہ وار تصفیہ کے خلاف پروٹسٹ کیا گیا اور لیگ آف نیشنز سے درخواست کی گئی ہے۔ کہ وہ ہندوستان کی اقلیتوں کے سوال کو حل کرنے کی کوشش کرے۔

سابق قیصر جرمنی نے ۱۶ اکتوبر کو ایک ملاقات کے دوران میں لیگ آف نیشنز سے جرمنی کی علیحدگی کے متعلق ہر ہٹلر کے فیصلہ پر اظہار پسندیدگی کیا اور کہا کہ جرمنی دیانتدارانہ ارادوں کے ساتھ لیگ میں داخل ہوا مگر اس سے ہمیشہ غیر مساوی سلوک کیا جاتا رہا۔ یہ بھی کہا کہ اس وقت جرمنی میں میری واپسی کا کوئی امکان نہیں۔ کیونکہ ہٹلر کو ابھی اور بہت سی اہم باتیں سر انجام دینا ہیں۔ اسے فی الحال بادشاہت کے از سر نو قیام کا کوئی خیال نہیں۔

مس نیلا ناگنی کے متعلق جس کا ابھی تک کچھ پتہ نہیں چلا کہ وہ کہاں گئی۔ گاندھی جی نے اعلان کیا ہے کہ اسے کسی قسم کی مالی امداد نہ دی جائے۔ اور نوجوان اس کی سیاہ کارانہ زندگی سے پرہیز کریں۔

بھائی پرمانند جی نے دیوالی کے موقع پر اس امر کو پیش کرتے ہوئے کہ مسلمانوں نے لنڈن میں ایک بڑی مسجد بنا کر اسلام کو لوگوں کی نظروں کے سامنے رکھا ہوا ہے۔ آریہ سماجیوں سے اپیل کی ہے کہ وہ بھی لنڈن میں ایک آریہ مندر بنائیں۔

مندر پرویشن بل کے متعلق مدراس سے ۱۷ اکتوبر کی اطلاع ہے کہ مقامی گورنمنٹ حکومت ہند کی ہدایات کے ماتحت رائے عامہ معلوم کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ چنانچہ اس بل کو انگریزی اور دیگر دونوں زبانوں میں زیادہ سے زیادہ اشاعت دی جا رہی ہے۔ اور جن لوگوں کی رائے دریافت کی جا رہی ہے۔ ان میں ہائی کورٹ کے جج۔ کلکٹر۔ سرکردہ افسر سرکردہ غیر سرکاری معززین اور مسلمہ مذہبی ادارات شامل ہیں۔

مدراس کونسل میں ایک ممبر نے یہ ریزولیوشن پیش کیا ہے کہ اس سال مالیہ میں ۱/۲ ۳۳ فیصدی کمی کر دی جائے۔

یونائیٹڈ پریس کو معلوم ہوا ہے کہ آئندہ اپریل میں سر جارج شسٹر کا عہدہ خالی ہونے پر سر سیسل کچ جو دفتر ہند میں فنانس سکرٹری ہیں ان کے جانشین مقرر ہونگے۔

جاپان کے وزیر جنگ نے اعلان کیا ہے کہ لیگ آف نیشنز سے علیحدہ ہونے میں جرمنی کا رویہ بالکل درست ہے اور یہ لیگ کی ناکامی کا ایک اور ثبوت ہے۔

لیونے فقیر کو قلعہ اٹک میں بند کر دیا گیا ہے۔ ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ اس کو حکومت افغانستان کے حوالے کب کیا جائے گا۔

ہندوستانی اور جاپانی وفود کی گفت و شنید جو شملہ میں جاری ہے۔ اس کے متعلق ۱۷ اکتوبر کو سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ ہندوستانی نمائندوں نے اپنی حتمی تجاویز پیش کر دی ہیں۔ جن میں جاپان سے سوتی پارچات کی درآمد اور ہندوستان سے خام روئی کی جاپان کو برآمد کا ذکر ہے۔ جاپانی نمائندوں نے ان تجاویز پر تفصیلی غور و خوض کرنے کے لئے وقت کا مطالبہ کیا ہے۔

کانفرنس تخفیف اسلحہ کے صدر مسٹر آرتھر ہینڈرسن نے ۱۷ اکتوبر کو جنیوا میں ایک تقریر براڈ کاسٹ کرتے ہوئے کہا۔ کہ اب یہ بات ہمارے اختیار میں ہے کہ خواہ جنگ کریں یا صلح۔ اگر ہم نے معاہدوں کو ردی کاغذ کے برابر سمجھا تو ہمیں جنگ سے دو چار ہونا پڑیگا۔

کلکتہ کے چیف پریذیڈنسی مجسٹریٹ نے بنگال کے قانون انسداد دہشت انگیزی کے ماتحت ایک ہندو بنگالی کو چھ گولیاں کار ریوالور اور نو گولیاں رکھنے کے الزام میں ۱۷ اکتوبر کو سات سال قید بامشقت کی سزا دی۔ ملزم نے بیان کیا۔ کہ وہ پولیس کمشنر کلکتہ کو قتل کرنے کی غرض سے پولیس میں بھرتی ہوا تھا لیکن اپنے ارادہ کی تکمیل کے بغیر ہی اس نے استعفیٰ دیدیا۔

شملہ سے ۱۸ اکتوبر کی اطلاع ہے کہ آئندہ مارچ یا اپریل تک ایک مرکزی مجلس تعلیم قائم کی جائیگی۔ صوبجات کے تمام ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن باعتبار عہدہ اس کے رکن ہونگے۔ مجلس موصوفہ قائم ہونے کے بعد تعلیمی مسائل پر متعدد پمفلٹ اور دس ہزار سے زائد کتابیں شائع کرے گی۔ ابتدائی تین سال تک اس مجلس پر ایک لاکھ روپیہ سالانہ خرچ ہوگا

مسٹر ایف اینڈریوز نے ۱۷ اکتوبر کو الہ آباد میں ایک پریس کے نمائندہ سے کہا۔ کہ یورپ میں ہندوستان کے ہندوؤں اور گاندھی جی کے خلاف بہت پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔ اور انہیں بدنام کرنے کی کوشش ہو رہی ہے

فنون لطیفہ کی ایک نمائش دسمبر کے ایام میں کلکتہ میں

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی